

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اڑتیس وائے اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 14 اپریل 2017ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 16 رب الرجب 1438 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	تجدد لاوئنوش۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	05
5	قرارداد نمبر 131 مبنی: آغا سید لیاقت علی صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔	08

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر———میڈم راحیله حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

جناب رحمت اللہ تک سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن۔ ایڈشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہواني۔ چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 14 اپریل 2017ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 16 ربیع المرجب 1438ھجری، بوقت شام 04:00 بجکر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب منظور احمد خان کا گڑ، چیئر پس، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئر مین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا قَدَرُوا اللَّهُ حَقّاً قَدْرِهِ طَإِنَّ اللَّهَ لَقَوْيٌ عَزِيزٌ ﴿١﴾ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ طَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ، بَصِيرٌ ﴿٢﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ طَ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٣﴾
يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكُمْ وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعُلُوا الْحَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الحج آیات نمبر ۱۷ تا ۲۷﴾

ترجمہ: اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اس کی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست۔
اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ سُننا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔ اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تو تک تمہارا بھلا ہو۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ! اپنی سوال نمبر 332 دریافت فرمائیں۔

محترمہ عارفہ صدیق: سوال نمبر 332۔

جناب چیئرمین: چونکہ متعلقہ منشیر صاحب، اگر ان کے behalf پر کوئی جواب دینا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے متعلقہ منشیر صاحب نہیں ہیں لہذا اس سوال کو ہم اگلے سیشن کیلئے ڈیفر کرتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ زمرک خان صاحب! ہم لوگ اپنی کارروائی پوری کر لیتے ہیں اس کے بعد بالکل میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیدیتا ہوں sir thank you

جناب چیئرمین: محترمہ حسن بانو صاحبہ آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوالات پوچھیں۔

محترمہ حسن بانو رخشانی: شکریہ اسپیکر صاحب! کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں کم عمر بچے گاڑی چلاتے نظر آتے ہیں جو کہ اکثر حادثات کے سبب بنتے ہیں؟

اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ حکام ذمہ دار اہلکار اس خلاف ورزی کا نوٹس کیوں نہیں لیتے۔ اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی روک تھام کیلئے کیا اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تاکہ ٹریفک حادثات سے بچا جائے اور ہم اپنی نسل کو محفوظ مستقبل فراہم کر سکیں۔

جناب چیئرمین: کیا وزیر رانسپورٹ توجہ دلا و نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں گے؟ وزیر رانسپورٹ صاحب موجود نہیں ہیں لہذا اس کو بھی ہم اگلا اجلاس یعنی 17 تاریخ کیلئے اس کو ڈیفر کرتے ہیں۔ جی۔

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور): It is related to myself because ٹریفک پولیس نے اس کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے۔ If you allow me?

جناب چیئرمین: ok, please.

وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور: شکریہ جناب بہت اہم نقطہ کی طرف نشاندہی کی ہے honorable member نے، دیکھیں سری یہ بات تو پہلا پوائنٹ اس کا جو حادثات ہو رہے ہیں don't agree ا کہ سارے حادثات اسی وجہ سے یا اکثر حادثات اسی وجہ سے ہو رہے ہیں کہ کوئی teenager بچے جو وہ گاڑی چلاتے ہیں۔ ہم نے بڑی سپکٹ میسر زاس میں لیے ہوئے ہیں۔ ہمارے ٹریفک پولیس کے جواں وقت ایسیں پی ہے وہ ایک ایماندار آفیسر بلوچستان کے۔ اور اس پر آپ بھی اکثر اخبارات میں دیکھتے ہوئے ہیں کہ ہم ڈرائیور کرتے ہیں۔ باقاعدہ ٹریفک ہفتہ بناتے ہیں۔ ٹریفک ہفتہ کا ہوتا ہے۔ اس میں چالان submit ہوتے ہیں اور last one year کتنے اس پر چالان جمع کرائے ہیں اور وہ کوئی figures میں بھی کیا اور فائدہ کوئی لگائے ہیں۔ تو یہ کہنا کہ بچوں کی وجہ سے حادثات ہوتے ہیں یا ان کے لیے کوئی tolerance ہے تو there is a zero

tolerance to worlds any law breakig کہ کوئی بچہ گاڑی چلائے یا جس کے پاس لائن نہیں ہے۔ دوسرا سر جو کارروائی کا نوٹس ہے وہ میں نے آپ کو جس طرح بتا دیا ہے کہ پولیس کو بڑے straight-away ہم نے یہ instruction دی ہوئی ہے کہ جو بھی بچہ ہے وہ گاڑی چلاتا ہے تو اس کے خلاف چالان بھی جمع ہوتا ہے اور گاڑی بھی بند ہوتی ہے۔ اور اس کے سارے details میں چیزیں میں شیر ضرور کروں گا۔ اور تیسرا سر جو روک قائم کیلئے وہ بھی ہوتی ہے۔ I don't want to repeat it, we are very much concerned already میں بار بار about this issue. کہ ہم کہیں بھی نہیں چاہتے ہیں کہ یہ حادثات ہوں۔ اور کسی صورت بھی ان کو tolerate نہیں کیا جائیگا۔ کوئی بھی teenager پچھے اگر گاڑی چلاتا ہے honorable Member اس کی نشاندہی کریں۔ کسی ایسے گاڑی کی تو ہم اس کے خلاف بھی کارروائی کریں گے۔ اور ہماری پولیس on those کہ وہ جو بھی اس طرح کی کارروائی ہوتی ہے، وہ ضرور کارروائی کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چونکہ وزیر انسپوٹ کی جانب سے وزیر داخلہ نے ٹریک قوانین پر عملدرآمد کے فضلان پر جواب دیا ہے۔ لہذا معاشر کن اسمبلی کی توجہ دلا و نوٹس کو نہایا جاتا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب رحمت اللہ بخت (سیکرٹری اسمبلی): سردار اسلام بن بخش صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف خصدر جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف بھی کی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار فراز ڈولکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار غلام مصطفیٰ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف ناسازی طبیعت کی بنا آج تا اختتام اجلاس میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صاحب بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے

کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار رضا محمد بڑھ صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالجید اچکزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر حمل کلمتی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست دی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: خلیل الرحمن دمڑ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوبزادہ طارق مگسی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ جھل مگسی میں ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نصر اللہ ذیرے صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد خان لانگو صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر غلام دیگیر بادینی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے

رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: شاہدہ روڈ صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

محترمہ حسن بانور خشائی: جیسے کہ نواب صاحب نے خود یہ اراکین اسمبلی کی غیر حاضری کا بہت سختی سے نوٹس لیا تھا اس دن اس کے باوجود وجہ نہیں ہے کہ میری ایک چھوٹی سی تجویز نہیں ہے بلکہ میں کہتی ہوں کہ سختی سے اس پر کارروائی کی جائے۔ جس دن جس بھی اراکین اسمبلی کی قرارداد ہو یا سوال و جواب ہو یا توجہ دلوں نوٹس ہو یا کچھ بھی ہو۔ براہ مہربانی اس دن اس ایم پی اے یا منٹر اس کی جو ہے درخواست منظور نہ کی جائے۔ تاکہ اس کو احساس ہو۔ ابھی یہاں جو ہے نا اُس دن بھی ساری کارروائی ان کی غیر حاضری کی وجہ سے تھی آج بھی جیسے کہ میرا سوال ہے منظر موجود نہیں ہے۔ اب یہ جو ہے نہ عارفہ صدیق صاحب کے سوالات ہے منظر نہیں ہے۔ ان اراکین کو درخواست ہے براہ مہربانی ان کو نامنظور کر دیا جائے۔ تاکہ ان کو اس کا احساس ہو سکے کہ ان کا کیا کام ہے اور انہوں نے کیا کام کرنا ہے۔ ہم یہاں آتے ہیں میری طبیعت ناسازی کے باوجود میں ہر اسمبلی کے سیشن میں آتی ہوں۔ جب تک میں اپنے آپ کو سنبھال سکی میری باری آگئی میں صرف ان دو تین سوالوں کیلئے گھر سے یہاں بھاگ بھاگ یہاں پہنچی ہوں۔ اور یہاں مجھے دوسرا دن ہے یہ اطلاع ملتی ہے کہ جی جناب موصوف معزز منظر جو ہے موجود نہیں ہیں۔ یہ کہاں کا طریقہ کار ہے جناب اسپیکر! ان اراکین کی جو ہے نہ جو درخواست آپ بالکل بلکہ اسی دن آپ یہ کریں کہ نامنظور کر دیں کہ یہ موجود نہیں ہے ان کی درخواست کی بھی نامنظور کی جائیگی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: یہ کارروائی ہمیں complete کر لینے دیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر! یہ سوال بھی اس سے related ہے۔ کہ کچھ ایسے بھی ممبر ہیں کہ جو سیشن میں یہ جو پانچ کا عرصہ ہے اس میں ہم نے ان کو دیکھا ہی نہیں ہے یا شروع میں شاید انہوں نے حلف لیا تھا۔ تب آئے تھے اس میں قسم بھی کھائی تھی اور وہ بھی نبھانے کے جو وعدے تھے۔ اپنے عوام سے اپنے لوگوں سے اس کے بعد پھر وہ بالکل نظر نہیں آ رہے ہیں۔ سب کو پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو لوگ بالکل ہی نہیں آئے ہیں یا ان کی پھر تھوڑا ہیں پھر بند کر دی جائیں۔ مراعات بند کر دیئے جائیں۔ فنڈ بند کر دیئے جائیں۔ کوئی تو طریقہ کار ہو۔ یہ تو طریقہ ہی نہیں ہے کہ جو بالکل شروع سے ہی نہیں آتے ہیں پھر سوالات کیلئے تیاری کی جاتی ہے۔ پھر جوابات نہیں دیئے جاتے ہیں۔ جوابات کی تیاری کی جاتی ہے سوالات نہیں دیئے جاتے ہیں۔ ایک عجیب ساما حول بنانا ہوا ہے۔ اس پر جب

تک شختی سے میں سمجھتی ہوں نوٹس نہیں لیا جائیگا اس طرح پھر وہ جو ہے نہ کہتے ہیں کہ کان پر سے جو ریکٹی چلی جائیگی۔

جناب چیئرمین: دیکھیں محترمہ! آپ کے سوال کا جواب ہوم منسٹر صاحب نے تفصیلاً آپ کو دیدیا۔ اسی سے ہی related تھا اور پواسٹ آپ کا نوٹ کر لیا گیا ہے۔ آپ کی معلومات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمام معزز ممبر ان نے ایوان سے اجازت لے لیتے وہاں اپنی مصروفیات کی بناء پر وہ یہاں سے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آغازیں دیلیاقت علی صاحب، رکن اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 131 پیش کریں۔

آغازیں دیلیاقت علی: شکریہ۔ ہرگاہ کہ ضلع پشین کے عوام نادراً آفس کی جانب سے شاختی کارڈ زکی بندش کے باعث نہ صرف پریشان بلکہ سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اس عوامی مشکلات کا نوٹس لیتے ہوئے ڈائریکٹر جزل نادر ابو چستان کو بلاک شناختی کارڈ ز اور renewal تجدید کے عمل کو بحال کرنے کیلئے عملی اقدامات اٹھائیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 131 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرارداد نمبر 131 کی admissibility فرمائیں گے؟

آغازیں دیلیاقت علی: شکریہ جناب چیئرمین! یہ ایشواں وقت جو میں نے قرارداد کی صورت میں یہاں پیش کی ہے۔ یہ تقریباً خیرپختونخوا ہمارے اس صوبے کا اور سندھ کا بھی برابر ہے۔ جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا پیچھے جاؤں گا۔ اس اسمبلی میں ہم نے ڈی جی نادرا کو بلایا تھا۔ ان سے ہم نے یہ کہا تھا کہ جی آپ کے آفس میں یہ مشکلات ہیں یا یہ چیزیں ہیں۔ پھر اس کے بعد میں مختلف وزراہوں میں بیٹھے ہوئے اسمبلی ممبر ان شاید ڈی جی نادرا کے پاس گئے تھے۔ اور اس کو ہم یہی رونارو یا تھا کہ جی ہمارے عوام خاص کر بلاک شناختی کارڈ ز کیلئے بڑے پریشان ہیں۔ تو آپ مہربانی کر کے اس میں دچپسی لیں اور جو کچھ پنجاب میں سندھ میں خیرپختونخوا میں جو بھی شناختی کارڈ ز کیلئے لازم جو چیزیں ہیں۔ وہی چیزیں جو آپ ان سے ادھر مانگتے ہیں۔ وہی ہمارے بندوں سے ادھر مانگیں۔ اس بات کو انہوں نے اتنا اچھا لکھ لیا کہ ایک پارٹی جو ہے وہ پریش ڈال رہی ہے کہ جعلی شناختی کارڈ بنایا جائے۔ اور اس میں میر انعام بھی تھا آپ نے بھی ٹوی میں سناؤ گا چارا در بھی ہمارے پارٹی کے نمائندے تھے۔ ہم پانچ کوئی ایک دن ثابت ہمارے جتنے بھی ٹوی چینز تھے اس چیز پر بات کر رہے تھے۔ **جناب چیئرمین!** پھر اس نادرا کے اُسی آفیسر کو دوسرے دن ٹرانسفر کیا گیا۔ ہم نے وہ جا کر جب ان سے پوچھا کہ بھائی آپ نے جو یہ نام لیئے یا لیٹر لکھا گیا ہے اس سلسلے میں۔ کیا وہ آپ کے پاس پروف ہے کہ آپ کے اوپر دباؤ ڈالا ہے یا آپ سے زبردستی کوئی کام منوایا ہے۔ اُس نے کوئی بات نہیں کی۔ اگلے ہفتے اُسکو ٹرانسفر کیا گیا یہاں سے۔ لیکن عوام کی شکایت ابھی تک اسی جگہ پر ہے۔ عوام اسی طرح رورہے ہیں۔ بلاک شناختی کارڈ اسی طرح ہے اس وقت ہمارے اس صوبے میں میرے

knowledge کے مطابق تقریباً ایک سے ڈیڑھ لاکھ شناختی گارڈ وہ بلاک ہیں۔ اور نئے شناختی کارڈ زبھی بغیر پیسوں کے نہیں بن سکتے ہیں آپ یقین کریں کہ پیشین شہر میں آج سے ایک ہفتہ، دس دن پہلے لوگوں نے مجبور ہو کر کے ہڑتال کیا۔ وہ گئے شناختی کارڈ کے دفتر کو۔ ان کے گھٹیوں کو بند کیا کہ جی آپ ہمارے شناختی کارڈ زکیوں نہیں بناتے ہیں؟ میں نے ڈی سی صاحب کو ٹیلیفون کیا۔ پھر اس میں ضلعی چیز میں نے اور ہمارے وہاں عملہ ہے اے سی اور نائب تھحصیلدار نے خود جا کر کے مداخلت کی پھر ان کو بٹھایا۔ یہ تو پھر بعد میں میں آپ کو بتاؤں گا۔ پھر اس شخص کے بعد ہم پھر اس اسمبلی میں اس سوال کو بٹھایا۔ نیا ڈی جی آیا۔ نیا ڈی جی یہاں آیا ہمارے ساتھ بیٹھا۔ میں زیارت وال، مجید خان اچکزائی اور شاہید اسمبلی میں ابھی بیٹھے ہوئے ایک دو آدمی اور بھی تھے۔ چیف منسٹر صاحب کے ہدایت پر اس سے ہم نے یہی سوال کیا کہ جناب دو با تیں ہیں ایک تو آپ لوگوں نے ایک لیٹر لکھا ہمارے خلاف۔ اس کا آپ explanation مانگوا تھیں کہ جی کس بنا پر آپ لوگوں نے لکھا ہے نمبر 1۔ دوسرا آپ یہ شناختی کارڈ اور یہ بلاک شناختی کارڈ جو بناتے ہیں یہ کہ سارے پاکستان میں ایک چیز آپ طلب کرتے ہیں۔ اور ہمارے سے دوسری چیزیں لیتے ہیں۔ مثلاً سارے پاکستان میں یہ ہے کہ اگر 1974ء کا شناختی کارڈ کسی کے پاس ہے تو وہ بلا تجدید اس کا renewal کیا جائے۔ یہاں یہ مسئلہ اٹھا ہے۔ اگر 1974ء کا شناختی کارڈ کسی کے پاس بھی ہے پھر بھی اس کو کہتا ہے کہ آپ فلاں چیز لائیں، فلاں انگوٹھا لائیں۔ یہ ساری چیزیں مانگوانے کے بعد یہ سب کچھ پورا ہونے کے باوجود پھر وہ refusal آتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ ہم یہ کمیٹی میں بھیجتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی ہم لائے تھے۔ چیف منسٹر صاحب نے کئی دفعہ ٹیلیفون کیے ہیں۔ لیکن نادر آفس کا ڈائریکٹر جزل ٹس سے مس نہیں ہو رہا ہے۔ جناب چیز میں! آج سے کوئی ڈیڑھ دوہنیے پہلے میں اور سردارِ مصطفیٰ خان ہم جا کر کے ہم نے نادر کے ڈی جی سے ٹائم لیا۔ اور پھر اُس کے پاس گئے۔ بڑی مشکل سے اس نے ٹائم دیا۔ پھر ہم نے یہ شکایت ان کے سامنے رکھی کہ آپ کے آفس پیشین میں یہ ہمارے حلقوے میں ہو رہا ہے۔ بلکہ آپ باقی بلوچستان میں بھی یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور سب لوگوں کے ساتھ یہ چیز ہے یہ غلط ہو رہا ہے۔ اس نے کہا نہیں ایک دم کرسی اٹھایا کہ یہ کمپیوٹر ہے۔ یہ فلاں ہے، یہ پیشین کو میں ادھر سے کشوول کرتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ جی ہماری تجویز یہ ہے آپ پیشین تشریف لائیں۔ منسٹر ہے، میں ہوں، مالک خان ہیں، ہمارے تین ممبر زبھی آجائیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ ہم آپ کے سامنے وہ ثبوت لائیں گے۔ آپ اپنے کارندوں کو کہو کہ جی یہ کیوں آپ نے اس کو نہیں دیا؟ اگر ہم غلط ہیں یا ہمارے نمائندے غلط ہیں یا ہمارے ڈاکو منش غلط ہیں تو پھر یہ ٹھیک ہے۔ وہ آخر تک اس پر نہیں آئے۔ ”نہیں میں یہ کرتا ہوں وہ کرتا ہوں“، بہر حال اس وقت سردار یعقوب ناصر بھی تشریف لائے اور اس کے بھی یہی سوالات تھے۔ ہم نے کہا چلیں جی ہم تو قوم پرست ہیں۔ اب تو مسلم لیگ (ن) کا آدمی آیا ہے آپ کے سامنے اور سینئر آیا ہے۔ اور یہ بھی یہی چیز کہتا ہے۔ تو اس کو کیوں آپ نہیں کر رہے ہیں۔ میں یہ کرو زگاہ کرو زگا۔ اسی طرح ہمیں ٹرخایا۔ آج تک

یہ وہاں نہیں آیا۔ جناب چیئرمین! اب میں پشین کے واقعہ کی طرف آتا ہوں۔ پشین میں لوگ اتنے تگ ہو گئے کہ بوڑھی عورتیں، بچے سب ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے جب جاتے ہیں۔ جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں وہ تو گھروں میں نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ پانچ پانچ گھنٹے ان عورتوں بیچاروں کو وہاں بٹھایا جاتا ہے۔ پھر ان کو کہا جاتا ہے کہ جاؤ فلاں چیز لاو۔ اپنی ماں، باپ کا شناختی کا رڈ لے کر آؤ۔ یعنی اتنا تگ کیا جاتا ہے کہ جو پاکستان میں جو procedure ہے وہ صرف اس صوبے میں adopt نہیں کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں جی آپ ایک چیز ایک دروازے پر لگائیں کہ جی یہ ڈاکومنٹس ہمیں چاہیے۔ یہ جو present کریا اس کو ہم دیں گے۔ نادر الجب ہم ان کے پاس ادھر جاتے ہیں ڈی جی صاحب کے پاس۔ وہ دکھالیتے ہیں کہ میں نے تو یہ آرڈر کر دیے ہیں۔ بھئی تم نے تو یہ آرڈر کر دیا ہے ادھر اپنے آفس میں بیٹھ کر کے کیا ہے۔ اس کی implementation کون کریگا؟ اسکی implementation کیسے ہوگی؟ تو قصہ منقصر یہ کہ پشین میں آج سے ایک ہفتہ دس دن پہلے لوگ گئے اور انہوں نے مجرماً وہاں راستوں کو بلاک کیا۔ وہاں لیٹ گئے وہاں بیٹھ رہے کہ جی ہم نہ کسی کو چھوڑتے ہیں یا نکلنے دیتے ہیں۔ پھر بھلا ہو انتظامیہ کا۔ ڈی سی، اے سی پشین اور پھر نائب تحصیلدار یہ سارے گئے۔ انہوں نے negotiation کرایا۔ پھر ڈسٹرکٹ چیئرمین عیسیٰ روشنان وہ بھی تشریف لے گیا۔ اس نے بھی ان کے ساتھ بات کی negotiation ہوایہ ہوا۔ کہنے لگے کہ ہم یہ سب کچھ کریں گے۔ in-between میں نے ٹیلیفون ڈی جی نادر اکوکیا۔ وہ اسلام آباد میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے کہا جناب آپ کا ہوئے گا نہیں۔ ان کے یہ الفاظ تھے۔ یہ بڑا برا ہوا۔ میں دیکھوں گا۔ میں نے کہا، جناب! بُرا کچھ نہیں ہوا ہے۔ پشین میں یہ چیز ہوا ہے۔ آپ اپنا بندہ بھیجیں۔ آپ کوئی ڈائریکٹر بھیجیں۔ اگر عوام نے زیادتی کی ہے ہم ان کو پکڑ لیں گے۔ ڈی سی کو ہم کہہ دیں گے کہ جس نے بھی زیادتی کی ہے اس کو پکڑ لیں۔ اور اگر آپ کی آدمیوں نے زیادتی کی ہے آپ آئیں۔ اس کو چیک کریں۔ اگر صحیح ڈاکومنٹس کوئی لاتا ہے۔ صحیح ڈاکومنٹس آپ کو present کرتا ہے آپ اس کو کیوں National Identity Card issue کریں۔ میں نے کہا ایکشن لیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے جی پھر آپ کریں۔ آپ لوگ تو زور آور لوگ ہیں۔ اس کے بعد ایک آدمی کا پتہ نہیں کون تھا۔ اس کا ٹیلی فون میرے پاس آیا کہ جناب یہ پشین میں کیا قصہ ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ سارا قصہ بتایا کہ یہ یہ قصے ہیں۔ اس پر آپ مہربانی کریں۔ یہ تو ہوتا رہتا ہے۔ افسوں ہے کہ اس میں لوگ گرما گری، ہڑتاں اور یہ تو ہوتا ہے۔ کل پرسوں سیکرٹریٹ میں ایک وفد بھی آیا تھا جب لیبرا حتاج کر رہی تھی۔ سب کچھ کر رہے تھے۔ یہ چیزیں تو حکومت میں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن اس کا حل ہونا چاہیے۔ اور حل نکالنا آپ کا کام ہے نادر الجب ہے وہ آکر کے پشین میں نادر اکے اعلیٰ افسران جو ہیں پشین میں بیٹھ کر کے لوگوں کے ساتھ۔ لوگوں کی بھی سنیں اور اپنے آفس والوں کی بھی سنیں۔ لوگوں کی بھی شکایت ہے کہ لوگوں کے ڈاکومنٹس دیکھیں اور اپنے بھی دیکھیں۔ اور اس میں ہم ایم پی ایزا اور منستر جو ہے اس کو بھی ساتھ بلائیں۔ اور ان کو بھی کہیں کہ یہ

کیا کرتے ہیں۔ یہ جو حالات میں اس وقت آپ کو پشین کا بتارہا ہوں یہی حالات قلعہ سیف اللہ میں ہے۔ یہی حالات مستونگ میں ہے۔ یہی حالات نوشکی میں ہے۔ میرے خیال میں جتنے بھی بیٹھے ہیں بندے سب کے حلقوں میں یہی حالات نادر کے ہیں۔ اب مجھے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن کیا کریں جی؟ جب میں پشین خود نہیں جاسکتا ہوں اپنے آدمیوں کی وجہ سے وہ کہتا ہے جی آپ ہمارا Card National Identity اب ان حالات میں Identity Card National وہ ہم صرف نہیں کہتے ہیں ہم سب کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس کا حقدار نہیں ہے۔ جو بھی ہے اس کو نہیں دیا جائے کسی مہاجر کو نہیں دیا جائے۔ کسی بھی غیر ملکی کو کوئی شناختی کارڈ نہیں دیا جائے۔ ہم بالکل اس فیور میں نہیں ہیں کہ غیر ملکیوں کو کو شناختی کارڈ دیا جاتا ہے یاد دیا جائے۔ بالکل نہیں دینا چاہیے۔ لیکن اگر کربلا کا ایک آدمی جو کربلا کے سائیڈ پر رہتا ہے۔ جو وہاں ہے اور آپ دیکھ لیں کہ ایک آدمی ایک کیس ہے اس کے خاندان میں باہر سے ایک دو آدمی انہوں نے گھسائے ہیں۔ اب وہ شخص آیا انہوں نے کہا جناب یہ تو باہر کا آدمی ہیں آپ کا تو شناختی کارڈ بھی جعلی ہے۔ ہم نے کنسل کر دیا۔ بھتی میں کربلا کا آدمی ہوں۔ سید ہوں میرا باپ دادا ہے۔ یہ زمین ہے یہ استامپ ہے یہ سب کچھ ہے۔ اس نے کہا میں تو کلی کربلا کا آدمی ہوں۔ سید ہوں میرا باپ دادا ہے۔ یہ زمین ہے کہا پھر ان لوگوں کو بلا میں اگر وہ کربلا والے ہیں یا میں نہیں آپ غلط آئے ہو اس آدمی کے خلاف۔ کربلا والے تو ہیں۔ اس نے کہا پھر ان لوگوں کو بلا میں اگر وہ کربلا والے ہیں یا میں ہوں۔ اُس شخص کی میں نے تصدیق کی، سردار مصطفیٰ خان ترین نے اس کی تصدیق کی۔ ڈی سی جو کچھ لوکل ٹھنڈکیٹ اپنا جائیداد سب کچھ لیجا کر کے، نادر نے نہیں مانا۔ وہ شخص مجبور ہو کر کے وفاتی محتسب جو کوئی میں بیٹھتا ہے۔ اُس نے عدالت میں درخواست دی۔ میں بھی وہاں پیش ہوا۔ میں نے کہا کہ جی اس کو میں جانتا ہوں میرا رشتہ دار ہے کلی کربلا کا رہنے والا ہے۔ ووٹ اس نے کاست کیا ہے۔ آپ یقین کریں۔ وہ جو نادر والے تھے کہ نہیں جی یہ نہیں ہے وہ ہے۔ میں نے کہا کمال ہے جب آپ ایم پی اے کا نہیں مانتے ہو۔ محتسب کو میں نے کہا کہ آپ آرڈر کریں اس کا۔ وہ شخص آج تک رُول رہا ہے۔ اور ایم آئی والوں کے پاس انہوں نے یہ کیس بھیجا ہے۔ اب یہ کیس جب solve ہو گا۔ تو اس طریقے پر ہو گا۔ اگر ڈی جی نادر پشین تشریف لائے اور وہاں بیٹھے اور اپنے بندوں کو بلا میں کہ جی یہ ریکارڈ لائیں۔ اس ریکارڈ کو چیک کریں۔ اس کے سامنے وہ بتائیں۔ ڈی سی بھی اسکو چیک کریں۔ تو یہ اس طرح حل ہوتا ہے۔ لیکن یہ لوگ قصد نہیں کرتے ہیں۔ یہی حال خیبر پختونخوا ہے۔ اب دیکھ لیں کہ کل سے وہاں نیشنل عوای پارٹی کے جتنے بندے خبر پختونخوا کے ہیں وہ اسمبلی کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں اور نادر کے خلاف ہیں۔ ساڑھے چار لاکھ کارڈ اس دوصوبوں کے بلاک ہیں۔ بے ادبی معاف جناب چیزیں! آج میں کراچی سے آرہا تھا فلاٹ میں وہ یہ نیٹ پر دیکھ رہا تھا۔ جب وہ جہاز لینڈ ہو گیا تو with your permission

ایک شخص انٹرویو دے رہا تھا۔ اس نے کہا کہ جناب یہ الطاف حسین جو ہے یہ تو پنجاب کا ہے۔ یہ تو مهاجر ہی نہیں ہے۔ یہ پنجابی ہے۔ یہ فلاں ہے۔ تو دوسرے نے اس پر question کیا پھر اس کا National Identity Card کیسے بنانے کے لئے اگلے دن ہمیں مل جاتا ہے۔ وہاں تو یہ پوزیشن ہے۔ یہاں یہ پوزیشن ہے کہ آپ ایم پی اے، آپ کا ایم این اے۔ ہر آدمی اسکی تصدیق کرتا ہے کہ یہ شخص آغالیات ہے۔ وہ کہتا ہے نہیں یہ آغالیات نہیں ہے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے جناب چیف منستر صاحب سے، وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں کہ اس میں intervene کریں۔ ان سے پوچھا جائے۔ ڈائریکٹر جزل کو پابند کیا جائے کہ وہ جا کر کے کم سے کم علاقے میں جائیں۔ یہ وہ کہتا ہے جی میں گیا۔ میں نے کہا ”آپ رات کو گئے ہون گے“، ہمیں تو پہتہ ہی نہیں چلا ہے کہ پیشین کس وقت گئے یا مستونگ کس وقت گئے یا خاران کس وقت گئے ہون گے تو local Public Representative جو ہے اس کو بھی بلائیں۔ invite کریں۔ وہاں دعوت ہم آپ کو کہلائیں گے۔ آپ پیشین آجائیں ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہم ان لوگوں کو آپ کے ساتھ بیٹھادیں گے۔ آپ اپنے آدمیوں سے پوچھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ آپ اس کو پابند کریں کہ وہ ہر ڈسٹرکٹ میں۔ نہیں کہ اکیلا پیشیں۔ وہ ہر ڈسٹرکٹ میں باقاعدہ اخبار میں mention کریں کہ میں پیشین ڈسٹرکٹ اور چن اس date کو نوشی جا رہا ہوں۔ اس date کو فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ تو اور public representative کو invite کریں اور کہے کہ جو شکایت ہے لوگوں کی وہ میرے پاس لے آئیں۔ تو یہ آن کی آن میں یہ حل ہو جائیگا۔ اور ہم ان کو بتائیں گے کہ آیا ہمارا بندہ غلط ہے یا ان کا آفس جو ہے وہ غلط ہے۔ تو میری یہ گزارشات ہیں۔ ویسے یہ تین سال سے میں یہی روناً اگر یہاں کارڈ یکھا جائے پیچھے رہا ہوں۔ تو ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اب کچھ بہتر ہو جائے۔ حالات بھی بڑے خراب ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک نادر اکے اس کو پابند کیا جائے ڈائریکٹر جزل یہاں کا ہے۔ اور ان کو کہا جائے کہ لازمی پیشیں جائیں۔ اور باقی ضلعوں کا بھی دورہ کریں اور on-spot فیصلے کریں، بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: اب فلور نواب صاحب کو دیدیتا ہوں۔ نواب ایاز خان جو گیزئی صاحب پلیز۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزئی (وزیر ملکہ پی ائچ ای وی و اسا): شکریہ جناب چیئرمین! یہ جو ہاؤس میں میں داخل ہوا اور شناختی کارڈ پر بات ہو رہی تھی۔ آج کل جب ہم اپنے حلقوں اور علاقوں میں جاتے ہیں۔ تو عوام بالکل یہ بھول چکے ہیں کہ رودھ، نالی، روزگار۔ ہر جگہ پررش ہوتا ہے لوگوں کا کہ ہمارے شناختی کارڈ زندہ ہیں۔ ابھی سمجھنیں آ رہا ہے اس ملک کے 70 سال ہو گئے ہے۔ اس کی کوئی پالیسی واضح نہیں ہے 40 سال یعنی 70 سال کی پاکستان میں 40 سال سے یہ جو لوگ لائے گئے

لوگ آئے نہیں ہے۔ لوگوں کو لا کر کیمپوں میں بسایا گیا۔ لوگوں کے لیے پوری دُنیا امدادے رہی تھی۔ ڈالرز میں پیسے آ رہے تھے۔ اور پھر انہیں مہاجر لوگوں کے لیے کیمپوں کے دروازے کھولے گئے۔ اور انہیں لوگوں کو شہروں کی طرف دھکیلا کہ جاؤ اور خود کماو۔ اور وہ ڈالرجوان کی امداد کے لیے آ رہے تھے وہ کون کھار ہے تھے؟ وہ کہاں کہاں تقسیم ہو رہے تھے یہ غلطیاں کس نے کیں؟ اس وقت کے حکومتوں نے غلطیاں کی اور نوبت انہیں اس جگہ پر پیچی کہ پنجاب میں، سندھ میں عزت دار پشتو نوں کو ڈنڈوں سے مارا جا رہا ہے۔ ٹھیک ہے آپ کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے۔ گاڑی نے کیا قصور کیا ہے؟ آپ ویدیو ز دیکھیں۔ پنجاب، لاہور میں لوگوں کی گاڑیوں کی ششی پولیس والے ڈنڈوں سے توڑ رہے ہیں۔ آخر ہم نے گناہ کیا کیا ہے؟ یہ پشتو نگش پالیسی جو اس ملک میں شروع کی گئی ہیں۔ یہ قصور سارا ان پشتو نوں کا ہے۔ یہ قصور ہمارا ہے کہ ہم اس ملک کے لیے اڑ رہے۔ ہم کشمیر میں ٹینکوں کے آگے جا رہے تھے۔ ہم اس ملک کے لیے سپر پا درا فغانستان کے ساتھ اڑا۔ ہم اس ملک کی خاطر نیٹو کے ساتھ اڑا۔ آخر ہمارا گناہ کیا ہے؟ کتنی قربانیاں اور چاہیے کب تک یہ قربانیاں ہم دیتے رہیں گے؟ قربانی بھی ہم دیتے رہے اور ڈنڈے بھی ہم کھاتے رہیں۔ ایسے تو زندگی نہیں گزر سکتی۔ ہمیں دیوار سے نہیں لگایا جائے۔ جب ہمیں دیوار سے لگائیں گے تو یہ سوچ لیں جب ہم سوویت یونین کا براحت کر سکتے ہیں۔ ہم اگر براحت نیٹو کا کر سکتے ہیں۔ تو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں۔ ہمیں دیوار سے نہ لگایا جائے۔ اس قوم کو بہت تنگ کی ہے۔ ہم بہت نے برداشت کی ہیں اور ہم مزید برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب بلیز۔

وزیر محکمہ پی انجی ای و بی و اسا: اب ہندوستان سے لوگ آ رہے ہیں دھڑادھڑ۔ بنگال سے آ رہے ہیں کراچی میں لاکھوں کے حساب سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہیں۔ میں نادر ڈی جی کے پاس گیا۔ ایک ایسا کیس جو میں اپنے colleagues کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں۔ ان کی policies پر دیکھنا ہو گا کہ ہمارے بہت سارے کیونکہ افغانستان بارڈر ہمارا ساتھ لگتا ہے۔ انگریز کے دور میں یا انگریز دور کے بعد بہت سے tribes جو پاکستان میں انگریز کی بادشاہی تھی یا اس کے بعد آپس میں قبیلے یہاں اڑتے تھے۔ تو اس میں فیصلہ ہوا کرتا تھا۔ یا تو سرکار کے خوف سے لوگ افغانستان چلے جاتے تھے۔ کوئی بارڈر نہیں تھا۔ کوئی چیک پوسٹ نہیں تھا۔ کوئی ایف سی نہیں تھی۔ یعنی قتل ہو جاتا تھا تو بندہ افغانستان چلا جاتا تھا۔ کیونکہ سب سے نزدیک افغانستان بارڈر پڑتا تھا۔ کوئی اور مسئلہ بھی ہوتا تو وہ افغانستان چلے جاتے تھے۔ اب وہ لوگ جب وہاں حالات خراب ہوئے تو کچھ لوگ افغانستان سے واپس وہی لوگ جن کی زمینیں یہاں ہیں۔ جن کی tribes یہاں ہے وہ واپس آئے۔ کوئی فیصلہ کیا اس میں بہت سارے فیصلے میں نے کیے۔ اب اس میں پالیسی واضح نہیں ہے۔ یعنی اس کیس کے بارے میں، میں ڈی جی کے پاس بھی گیا کہ یہ ایک ایسا کیس ہے بلکہ بہت ایسے سارے کیس

ہے یا ایک example کے طور پر تو انہوں نے کہا آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن یا بھی بند ہو چکا ہے یا ان کے الفاظ ہیں۔ اس کے سامنے جب بھی ان کو بھی بلا نہ ہو۔ یا انکے الفاظ تھے کہ یہ تو intelligence اداروں نے بند کیا ہے۔ یہ کام تو ابھی صرف پرائم منستر ہی کر سکتے ہیں۔ بابا یہ کو نہ طریقہ ہے یہاں شناختی کارڈ جن کے بلاک ہوئے ہیں یہ سارے پرائم منستر کے پاس جائیں گے؟ یہ میرے اور ایک منستر کے سامنے یہ ایک الفاظ تھے۔ اچھا ایک بندہ تو میرے ساتھ گیا ہوا ہے اس کو میں پرائم منستر تک بھی پہنچا دوں گا۔ لیکن باقی جو غریب لوگ ہیں۔ جن کے شناختی کارڈ بلاک ہیں۔ جو بزنس نہیں کر سکتا ہے۔ جو بینک سے پیسے نہیں نکال سکتا ہے۔ جو ج پر نہیں جا سکتا ہے یعنی شناختی کارڈ کا زندگی میں ایک بہت بڑا ہم روں ہو گیا ہے۔ ان کو بھی آپ نے بلاک کیا ہے۔ یہ کیوں بلاک ہوا ہے کس کی وجہ سے ہوا ہے؟ آٹھ، آٹھ لاکھ روپے لے کر غلط لوگوں کے جن کا right نہیں بناتا ہا ان کے شناختی کارڈ بنانے گئے۔ پیسوں سے نادر آفس میں۔ شناختی کارڈ دھڑکا دھڑکا بنانے۔ لوگوں نے بہت سارے پیسے کیا۔ اب جب آپ نے بنایا ہے تو اس بندے کو یہاں کے بالکل کسی گھرانے میں داخل کر دیا اب اس ایک بندے کی وجہ سے اس پورے فیملی کے شناختی کارڈ بند ہیں۔ یہ کام کس نے کیا؟ یہ پیسوں پر ہوا ہے اور سارے اسی نادر ڈیپارٹمنٹ نے کیا۔ ابھی تو لوگ اتنے تنگ ہیں۔ کہ میں نے کہا کہ 70 سالہ پاکستان میں 40 سال ان لوگوں کے ہو گئے۔ یہاں شادیاں کیں۔ ایک واقعہ سناتا ہوں ایک شادی تھی دو لہا جو پہلے یہاں رہتا تھا یہاں منگنی ہوا۔ بعد میں دو لہا افغانستان چلا گیا۔ تو ایک تاریخ مقرر ہوا یہ ہمارے بارڈر پر یہاں سے دو لہا بارات لے کر پاکستان آیا تو ایف سی والوں نے اس کو گرفتار کیا۔ دو لہا کو یہاں بھایا گیا اور دہمن افغانستان چلی گئی۔ پھر دہمن کی سطح پر ہم نے بات کی۔ بمشکل سے اس کو چھڑایا۔ اب یہ تکلیف دہ زندگی کب تک ہم گزاریں گے؟ جہاں بھی دیکھو گڑی والا، داڑھی والا پنجاب میں فلاں میں۔ پولیس والے بس ان کی جیبوں کو خالی کیے ہیں۔ سوچل میڈیا آپ اٹھائیں اس میں آپ دیکھیں۔ اگر کسی میں بھی تھوڑا بہت غیرت ہیں تو انسان کا جونون ہے۔ کیا بتاؤ؟ کتنے تکلیف دہ مرافق سے یہ قوم گزر رہی ہے، کیوں ہو رہا ہے؟ یہ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس قوم کو آہستہ آہستہ یعنی اس کے ایجوکیشن پر حملہ۔ اس کے بزنس پر حملہ۔ اس کے شناختی کارڈ پر حملہ یعنی کتنے حملے۔ تاکہ ان کو بالکل مفلوج کر دیں۔ ہاں یہ غلطی ہماری ہے۔ ہمارے پورے قوم ہے کہ ہم نے تاریخ میں کئی دفعہ ہم نے غلطیاں کی جو ہمیں ابھی سزا مل رہی ہے۔ ہم ہر وقت یہ بدجنت قوم کسی اور کے لیے استعمال ہوا ہے فائدے کسی اور نے اٹھایا ہے۔ سراس نے دیا خون اس نے دیا۔ افغانستان سے لے کر ہمارے پشتون علاقوں تک ہمارے سارے پہاڑوں سے ہے۔ ہمارے سارے مسجدوں سے ہمارے قبرستانوں سے پشتونوں کی خون کی بو آ رہی ہیں۔ کب تک ہم یہ قربانیاں دیتے رہیں گے؟ بس بہت ہو گیا۔ اس ایوان کے فلور سے میں سارے پشتونوں کو یہ message دینا چاہتا ہوں کہ ہتھیار پھیکو قلم اٹھاؤ۔ تعلیم کرو کسی کے لیے استعمال مت ہوں۔ بہت ہم استعمال ہوئے۔ کس مقصد کے لیے

استعمال ہوئے؟ کس نے استعمال کیا؟ تو یہ بڑا سمجھیدہ مسئلہ ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ ملک ہم نے بنایا ہے۔ ہمارے آبادو اجداد نے قربانیاں دی ہیں۔ یہ نظر آ رہا ہے کہ انگریز کو ہم نے اس ملک سے نکالا ہے۔ اگر ان کے انگریز پیشیکل ایجنسٹ کی قبریں ہیں تو یہاں ہمارے علاقوں میں ہیں۔ یہ بات کی گواہی دیتا ہے کہ ہم نے سردے کر اور سر لے کر ہم انگریزوں کو یہاں سے نکالا۔ کس مقصد کے لیے؟ اس مقصد کے لیے کہ ایک آزاد اور خود مختار ملک ہوں۔ ہم سراٹھا کرا یک سیال کی طرح جیت سکیں۔ لیکن ہم نے 70 سالوں میں جو ذلالت کی زندگی ہم نے گزاری ہے مزید یہ برداشت کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ مزید ہم برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اس شناختی کارڈ کے مسئلے پر بیٹھ کر سمجھیدگی سے سوچھتے ہیں۔ غلط شناختی کارڈ والوں کا ہم دفاع نہیں کرتے ہیں کہ لوگوں کے غلط شناختی کارڈ زبینیں۔ ان کا دفاع کریں۔ نہیں ناجائز کچھ لوگوں کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہیں وہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ جناب چیئرمین! میری خواہش ہے کہ P.N.A نے اسلام آباد میں اس پر ایک بھوک ہر ہتالی کمپ پاریمنٹ کے سامنے لگائی ہے۔ یعنی ہمارے بے حس حکمران آج میرا خیال تیسرا چوتھا دن ہو گا۔ کہ اس پر کوئی واضح پالیسی بنا دیں۔ چوہدری نثار کچھ اور کہتا ہے۔ یہ یہ چیزیں ہیں، ہونی چاہیے۔ جب یہاں آ جاتے ہیں کچھ اور ہوتا ہے۔ واضح کوئی پالیسی نہیں ہے۔ وہاں ہماری لیڈر شپ پہنچی ہوئی ہیں اس پر بیٹھ کر کوئی ایک واضح پالیسی بنا دیں۔ تاکہ اس جنجال سے اس مسئلے سے ہمارے قوم کی جان چھوٹ جائے۔ ورنہ اس مسئلے پر جو ہمیں متع مل رہا ہے وہ اس قوم اور ملک کے لیے تباہ کن ہے۔ اور خطرناک ہے۔ تو بڑی مہربانی جناب چیئرمین، شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، زمرک خان۔

انجینئر زمرک خان اچنگی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! الیاقت صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ تفصیلی بات آغا صاحب نے کی ہے اور نواب صاحب نے تو بہت تفصیلی جو حقائق تھے انکو سامنے لا کروہ تقریر اور وہ چیزیں بتائیں۔ میں زیادہ ان بالتوں کو repeat نہیں کروں گا مختصر انکو یہ کچھ کہون گا کہ جس طرح بتایا کہ ہماری پارٹی کا آج تیرادون ہے کہ وہ اسی نادر کے مسئلے پر پہنچی ہوئی ہیں۔ اور انکی بھوک ہر ہتال چل رہی ہے۔ کل میں خود وہاں گیا تھا۔ بیٹھ کر اور کچھ بتیں بھی ان سے شیئر کی ہیں کہ ابھی تک ہمارے ساتھ کسی نے رابطہ ہی نہیں کیا کہ ہم اس نادر کو کیا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ آج کل جو سب سے بڑا ایشو جو ہمارے ساتھ ہیں بلوچستان میں اور خصوصاً جو پیشتوں کے ساتھ نادر امیں ہو رہا ہے۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنی تکلیف کی زندگی گزار رہے ہیں کہ میں وہ قصے خود آپکو کچھ دو تین مثالیں دونگا جو میرے ساتھ پیش ہوا ہے۔ اس میں ایک بندہ سکھ، نواب شاہ میں پکڑا گیا۔ میرے اپنے گاؤں کا ہے۔ پیر علی زنی ہے۔ اُسکو میں فون کرتا ہوں کہ جی انکو چھوڑ دیں میں انکی تقدیق کرتا ہوں۔ یہ یہاں کے رہنے والے ہیں۔ جی شناختی کارڈ میں گڑ بڑ ہے۔ شناختی کارڈ نہیں ہے۔ اور ابھی وہ سکھر جیل میں بیٹھا ہوا ہے۔ اسکے ساتھ تین چار اور ہمارے ہیں۔ میں گاؤں بتاؤ گا اُن آدمیوں کا نام

بناوں گا۔ اور یہ مسئلے صرف پشتو نوں کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ کسی اور کے ساتھ نہیں ہو رہے ہیں۔ میں سر عالم کہتا ہوں۔ کوئی بتا دیں کہ کوئی اور قوم کے کوئی بندے کپڑے گئے ہیں اور ان سے شاختی کارڈ مانگ رہے ہیں۔ سکھر، کراچی میں ہو۔ پنجاب میں ہو۔ یہاں میرے اپنے حلقتے یہاں پشتوں بیٹ میں ہو پشتو نوں سے شاختی کارڈ مانگ رہے ہیں۔ اور انکو بند کیا جا رہا ہے اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر میں نے D.P.O، S.P صاحب سے بات کی۔ میں نے کہا یا! خدا کیستے یہ یہاں ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں۔ مزدوری کرتے ہیں۔ انکو تو کم زکم آپ چھوڑ دیں۔ خیر انکو تو چھوڑ دیا۔ میرے اپنے حلقتے کے میرا ایک بندہ آیا ہے ہفتہ پہلے کی بات ہے۔ میرے پاس ایک بندہ آیا کہ جی میری والدہ کی جو شاختی کارڈ ہے وہ 75 سال اُسکی عمر ہے جناب چیزِ مین صاحب! آپ نادرا والوں سے بات کریں کہ انکو کھول دیں۔ ابھی میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرے اختیارات کیا ہے نہ ہم کر سکتے ہیں۔ وہ آدمی میرے پاس تین 3 دفعہ آیا اور ناراض ہو کر چلا گیا کہ آپ میرے شاختی کارڈ کا کام نہیں کروارہے ہوں۔ مطلب اُس مععم عورت کی جو 75 سال عمر ہے۔ انکو بھی بلکہ کر کے چھوڑ دیا۔ پالیسی ہونی چاہیے۔ آپ ایک آدمی کو پکڑ لیتے ہو کہ وہ غیر ملکی ہے۔ آپ کیسے پکڑتے ہو "نادرا" سے پوچھا جائے۔ آپ نے انکو پکڑ کر پھر انکی ساری فیملی کو بلاک کرتے ہو۔ اور ان سے یہ حلغیہ بیان لیتے ہو کہ جی آپ لکھ کر دیدو کہ یہ آدمی غیر ملکی ہے۔ ہمارے اور آپ کے جو شاختی کارڈ ہے وہ کھول لیتے ہیں۔ اچھا وہ لکھ کر بھی دے دیتے ہیں۔ اُس کو ہم بھی دستخط کر دیتے ہیں کہ جی ایک بندے کی وجہ سے آپ نے 10 بندوں کو کیوں بلاک کیا؟ پھر بھی نہیں ہوتا ہے۔ اور 4,4-3,3 میں تک عالم چوک پر بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں۔ اور کوئی رزلٹ انکا نہیں نکلتا ہے اور ان لوگوں کا نہ کوئی روزگار اور نہ ان لوگوں کو کچھ مل رہا ہے۔ اور انہوں نے اپنی بنس کاروبار چھوڑ کر سارا دن وہ نادرا کے آس پاس طواف کرتے ہیں۔ ابھی کیا کریں ہم لوگ؟ نہیں کہ ہم غلط لوگوں کے شاختی کارڈوں پر تصدیق کرتے ہیں یا غلط لوگوں کو شاختی کارڈ بنا دیتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں پہلے نادرا والوں سے کہ جی آپ نے جو بلاک کیا کس بنیاد پر بلاک کیا۔ آپ کہتے ہو غیر ملکی ہے۔ تو غیر ملکی کو تو آپ نے نکال دیا۔ اگر وہ باقی بھی غیر ملکی ہے تو انکو بھی نکال دو۔ پھر یہ جو پاکستانی ہے انکو کیوں نگ کر رہے ہو؟ اس کو کس بنیاد پر ان سے تصدیق لیتے ہو۔ آپکا تو سارا سسٹم اتنا کو الیغا ہے۔ آپ کیکنالو جی اتنی آگے گئی ہوئی ہے کہ آپ نے پورے refugees کو، غیر ملکیوں کو آپ نے بند کر دیا۔ غیر ملکی، نواب صاحب نے کہا وہ تو جوانڈیا سے آتے ہیں جو بنگال سے آتے ہیں۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہاں بھی آتے ہیں۔ ابھی کیا میں نام لے لوں۔ انکا لوکل بھی اُسی دن بنایا کردے دیا جاتا ہے۔ انکا شاختی کارڈ بھی ادھر بن کر دیا جاتا ہے۔ یہ کوئی پالیسی ہے؟ کیا وہ ہم سے زیادہ محبت وطن ہے؟ کیا وہ یہاں کے مطلب یہ تو آپ سب کو پتہ ہے کہ دھر ملتے ہیں۔ ادھر نہیں ملتے ہیں، بہت سے لوگوں کو اور کس نے بنایا؟ اور چوہدری صاحب وہاں بیٹھے ہیں آرڈر کرتے ہیں جی آپ فلاں فلاں کو بند کر دیں۔ وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انکو بتا دیں کہ ادھر کتنے لوگ۔ اگر میں قسم اُٹھا لوں

ایسے لوگوں پر جو اتنے ایماندار لوگوں کو انہوں نے اندر کر دیا نادر کے کہ اُس نے ایک غلط شناختی کا رڈ بھی نہیں بنایا۔ جی جی اسلام آباد سے وزیر داخلہ صاحب کا آرڈر ہے۔ فلاں فلاں کو بند کر دو کہ ہم کوئی جواب دیں پارلیمنٹ میں کہ جی ہم نے بھی کارروائی شروع کر دیں۔ آپ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کریں جنہوں نے غلط شناختی کا رڈ بنوا کر دیا۔ یہ ہم نے تو نہیں بن کر دیا۔ کسی پارلیمنٹرین نے تو نہیں بن کر دیا۔ یہ تو نادر اوالوں کے اسٹاف نے بن کر دیا۔ کسی نے وہ ہزار لیے۔ کسی نے 1 لاکھ روپے لیا۔ کیا کارروائی آج تک ہوئی؟ آپ لوگوں کو تنگ کر رہے ہو۔ بجائے اسکے کہ آپ کو نادر کے اسٹاف کو سزا دینی چاہیے۔ وہ غلط لوگوں نے جنہوں نے یہ شناختی کا رڈ بن کر دیے۔ آپ عوام کو تکلیف دے رہے ہیں۔ عوام کو سزادے رہے ہیں۔ اور اپنے پشتوں کو سزادے رہے ہیں۔ پختونخوا سے لیکر ژوب تک بلوجستان تک کے جو سارے ہمارے پشتوں بیٹھ ہے یہی ہورہا ہے۔ ابھی نہ کوئی حج پر جاسکتا ہے۔ نہ کوئی ٹریول کر سکتا ہے کہاچی میں اپنا علاج کر سکتا ہے۔ نہ کوئی اسلام آباد جاسکتا ہے۔ اپنے حلقوں سے نہیں نکل سکتا ہے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ جو بھی جاتا ہے انکو اندر کر کے جیل میں بھیجتے ہیں۔ پھر اچھا شناختی کا رڈ نہیں ہے انکو the border corss لے جاؤ۔ اُدھر پھینک دیتے ہیں وہ پھر واپس آ جاتے ہیں کیا کریں کوئی پالیسی اس طرح بند ہو جاتے ہیں اس طرح پالیسی ہے ہماری تو یہ درخواست ہے۔ تھوڑا سا مختصر ایہ کہونا کہ اس مسئلے کا آپ ایک آرڈر دیدیں۔ ہمیں کوئی بریف تو کریں کہ کس نبیاد پران لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور میں اس قرارداد میں اتنا تھوڑا سا ستر میم کرنا چاہتا ہوں۔ آ غالیاقت صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو مشترکہ قرارداد بنائیں۔ اور اس کا پیشمن کا نام اٹھا کر بلوجستان کا نام ڈال دیں۔ پشتوں بیٹھ کا نام ڈال دیں کہ ان لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ تو یہ ہمارا سب کا ایک مشترکہ قرارداد بن جائیگا۔ اور ہم وفاق سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ اس پر ہمیں، پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے لیں۔ اور وہ چیزیں بتائیں کہ ہم اگر غلط مطالبہ کر رہے ہیں تو ہمیں بتا دیں تو ہم نہیں کرتے ہیں۔ اگر صحیح ہے تو کم از کم اس پر عملدرآمد کر کے یا ہمارے لوگوں کی جان اس مسئلے سے چھڑالیں۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: Thank you very much Chairman Sahib! میں آ غالیاقت کی قرارداد کو سپورٹ کرتی ہوں۔ یہاں صرف آپ لوگوں کی پشتوں کی بات ہو رہی ہے کہ پشتوں کے شناختی کا رڈ ز بلاک ہو رہے ہیں۔ لیکن ہزارہ وومن میں سمجھتی ہوں چھلے 20,15 سالوں سے میں بھی ایک نمائندہ ضرور ہوں۔ لیکن حقیقی تکالیف میں اپنے لوگوں کے ساتھ نادر کے حوالے سے محسوس کر رہی ہوں۔ جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے وہ انکے تکالیف سے کم نہیں ہیں۔ اگر انکے لوگ باہر پکڑے جاتے ہیں ہمارے لوگ غریب تو باہر جاتے ہی نہیں ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان میں اُنکے شناختی کا رڈ متوں سے بند ہیں۔ میں ڈی جی نادر اسلام آباد یوں تک بھی گئی ہوں۔ چھلے 10,8 سالوں سے ایم ڈی کے پاس بھی

گئی ہوں۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ صرف جانے سے یا قرارداد پیش کرنے سے اسکا کوئی حل نہیں نکل سکتا۔ آپ اگر اس پروونگ دیں کہ اس قرارداد کو فالوپ کرنے کیلئے کمیٹی تشکیل دیا جائے۔ اسوقت اس کو پراسیس کر کے دیکھیں۔ میں نے تقاریر ایسمبلی میں اتنی بہت زیادہ کیں ہیں تو کیا ہم نے رڈی کی ٹوکری میں یا پیچھے بیگ میں تو نہیں چل گئی۔ اسکو فالوپ کریں۔ کچھ ذمہ داری کے ساتھ کوئی ایسا 3,4 آدمیوں کا گروپ بنائیں جو کہ بلوچستان کے ڈی جی اور اسلام آباد کے ایم ڈی ان لوگوں کے ساتھ رابطہ کر کے جنکے شناختی کارڈ جو legal نہیں ہے۔ اُنکے بند ہونے چاہیے۔ لیکن genuine لوگ ہیں۔ جو 4,4-3,3 مرتبہ جگ کر کے آئے ہیں۔ زیارت سے ہو کر آئے ہیں انکو بلاک کر دینا بند کر دینا۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ بڑی زیادتی ہے۔ تو میں آغالیاً قات صاحب کی قرارداد کو آگے ضرور بڑھاؤ گی۔ ایک مشترکہ قراردادی جائے اور اس پر کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اور وہ کمیٹی با اختیار ہو کہ جا کروہ اسلام آباد یوں۔ چودھری شارکے یوں سے یا پی ایم کے یوں سے یا ایک بہت ہی حساس مسئلہ ہے۔ آگے 2018ء کے ایکشن آنے والا ہے۔ مردم شماری ہو رہی ہے۔ خانہ شماری ہو رہی ہے۔ اگر اسی طرح اسکو ہم نے نامکمل چھوڑا تو یہ ہم لوگوں کیلئے بڑی نا انصافی ہو گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: thank you کشور صاحبہ بات کر لیں۔ سرفراز صاحب پھر حکومت کی طرف سے ہم آپ کو موقع دیدیں گے۔

محترمہ کشور احمد بیگ: شکریہ چیئرمین صاحب۔ اس قرارداد کی میں بھی حمایت کرتی ہوں۔ یہ نہایت اہم قرارداد ہے۔ نواب صاحب نے جو ہمارے بہت محترم ہے۔ انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں اور آغازیاً قات صاحب نے بھی بہت اچھی باتیں کیں۔ اسکے آگے کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ لیکن میں اس ایوان کو ایک بات کی طرف توجہ دلاوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ میرے گھر میں بھی ایک فیملی آئی۔ اُنکا بھی نادرا کا مسئلہ تھا۔ اور مسئلہ کچھ ان مسئللوں سے کافی ہٹ کر تھا۔ جو میں نواب صاحب کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ وہ بھی متوجہ ہوں۔ یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ مسئلہ یوں ہے کہ جب وہ میرے گھر میں آئے تو انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ ہم نے کراچی سے شادی کر کے لڑکی کو لیکر آئے ہیں۔ لیکن جب اُسکا شناختی کارڈ بنانے کیلئے نادر آفس گئے تو لڑکی کا شناختی کارڈ والدین کی طرف سے نہیں تھا۔ مطلب یہ ہے اُنکے والدین نے شناختی کارڈ اپنابکل بنایا ہی نہیں تھا۔ اور اسکے والدین وفات پاچکے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے اُس لڑکی سے شادی کی ہے تو وہ پریشان اس بات پر ہے کہ اُن کی زوجہ کی حساب سے اُسکی شناختی کارڈ نہیں مل رہا۔ اور نہ ہی اُسکی شناختی کارڈ بن رہی ہے۔ کیونکہ لڑکی کے والدین اس دنیا میں حیات نہیں ہیں۔ اور وہ کہنا چاہتے ہیں کہ اُنکا شناختی کارڈ جب نہیں ہے تو اس لڑکی کا شناختی کارڈ نہیں بننے گا۔ اب وہ دونوں کی ماں ہے۔ یہاں ابھی یہ خانہ شماری ہوئی ہے، نہ اُن بچوں کے نام آئے ہیں اور نہ اس زوج کا نام آیا ہے خانہ شماری میں۔ کیونکہ وہ اس لیئے پریشان ہے کہ ہمارے والدین نے یہ غلطی تو کی کہ وہ شناختی کارڈ انہوں

نہیں بنایا۔ میں نواب صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کوئی اس طرح کی procedure یا کوئی اس طرح کی پالیسی بنائی جائے کہ جنکے والدین حیات نہیں ہیں یا انہوں نے یہ شناختی کارڈ جو ہے نہیں بنایا۔ تو جو انکے بچے ہیں۔ اُنکے بچوں کا جو مسئلہ ہے۔ اُنکے مسئلے کے لیے کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے تاکہ یہ جوڑی جی آفس میں جاتے ہیں۔ وہاں یہ مسئلہ جب وہ اپناباتاتے ہیں تو انکا شناختی کارڈ نہیں بن رہا۔ اب اُن بچوں کا کیا تصور اُس ماں سے جو دنیا پیدا ہوئی ہیں۔ انکا بھی شناختی کارڈ نہیں بن سکتا ہے۔ انکا (ب) فارم بھی نہیں بن سکتا۔ اور یہ بڑی problem ہے۔ میں اسی مسئلے کو نواب صاحب کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اس طرح کے کئی لوگ ہونگے۔ ایک وہ گھرانا نہیں۔ اس طرح کے کئی گھرانے ایسے ہوں گے جن میں یہ مسئلہ ہوگا۔ اس مسئلے کیلئے کیا کیا جائے اور کیا پالیسی اختیار کی جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ کیونکہ وہ بھی پاکستانی شہری ہے۔ یہ مسئلہ جو شناختی کارڈ کا ہے۔ پشوں کا نہ ہزارہ کیونٹی کا۔ نہ پنجابی یہ پورے پاکستان میں مسئلے ہیں۔ ہر جو یہاں پاکستان میں رہتے ہیں اور پاکستانی شہری ہے اُن سب کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے کیا ترجیحات کیں جائیں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: سرفراز صاحب! کھیتر ان صاحب بات کر لیں گے۔ پھر آپ حکومتی موقف پیش کریں۔ اسی لیے کوشش کر رہا ہوں کہ پھر ایک دفعہ میں آپ جواب دیدیں۔ آپ کھیتر ان صاحب اسی پربات کریں گے؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: جی ہاں اور کیا بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: بالکل کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ غالیافت صاحب کی یہ قرارداد آئی ہوئی ہے۔ میں زمرک خان کے ساتھ بیٹھ کر حال احوال کر رہا تھا۔ میرا خیال ہے ابھی ایک مہینہ رہ گیا ہے پانچواں پارلیمانی سال شروع ہوگا۔ میں میں شروع ہو رہا ہے؟ میری آپکے good chamber سے یہ گزارش ہو گی کہ اس چارسال میں میں تو اتنا گلور رہا۔ کیونکہ ڈاکٹر مالک کا مجھے دیا ہوا تھا ہے۔ اُس نے پابند کیا اور میرا گھر یا پھر اسملی۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! ایک personally ریکویسٹ کروں گا اگر ہم قرارداد پر بات کر لیں، باقی نام نہ لیں۔ قرارداد پر آجائے۔ یا میں صاحبہ میں مخاطب ہوں ان سے میں خود کہہ رہا ہوں کہ صرف قرارداد کی حد تک بات کریں۔ کھیتر ان صاحب پلیز آپ قرارداد پر آجائیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: تو قرارداد کی صورتحال یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ چارسال آپ کے پارلیمانی مکمل ہو رہے ہیں میں آپ کے اس چیئرمین کو چیلنج کرتا ہوں کہ مجھے بتا دیں ایک قرارداد ایک سنگل قرارداد جو یہاں سے مشترکہ طور پر پورے ہاوس نے منظور کیا اُس پر عملدرآمد ہوا ہو۔ آپ مجھے ایک قرارداد مہربانی کر کے آج اگر آپ کا آفس نہیں نکال سکتا تو 17 اپریل کو جو آخری اجلاس ہے kindly میرے علم میں لے آئے اس ہاؤس کے علم میں لے آئے کہ یہ قرارداد اس

صوبائی اسمبلی نے پاس کی، روئے، پڑھے جو بھی ہم نے یہاں رونارویا یہاں اُن کا کیا حشر ہو؟ اب یہ نادرا کی قرارداد ہے، جناب چیئرمین صاحب! قرارداد ٹھیک ہے سوال یہ ہے کہ جیسے زمرک خان نے کہا یا آغالیافت نے کہا کہ پشتو نوں کے بلاک ہو رہے ہیں باقی کسی کے نہیں ہو رہے ہیں۔ تو problem کیا ہے کیا چوہدری ثار اس سسٹم پر بیٹھا ہوا ہے جان بوجھ کے کر رہا ہے۔ یادی جی نادرا جو یہاں DG provincial ہے کیا وہ سسٹم پر بیٹھا ہوا ہے وہ بلاک کر رہا ہے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر۔ آخر کمپیوٹر میں ایک سسٹم فیڈ کیا جاتا ہے۔ اُس سسٹم کے تحت سلسلہ چلتا ہے۔ اب میرا ایک کیتھران ہے وہ سعودی جارہا تھا۔ ٹریول ایجنسٹ نے اُس کا شناختی کارڈ ملٹان سے بنایا ہے۔ چلا گیا دیا تین سال گزارے، واپس آیا اب وہ یہاں کا شناختی کارڈ۔ میرے گھر پر بیٹھا ہوا ہے۔ اب اُس کا بلاک ہے اُس سسٹم اُس کو allow نہیں کر رہا ہے، پچھلے تین دن پہلے میں نادرا گیا میرے بچوں کے ب فارم تھے اور شناختی کارڈ بھی تھے۔ میں نے انگوٹھے لگائیں اُس سسٹم نے OK کر دیا۔ تو گزارش یہ ہے کہ بجائے اس قرارداد کے۔ قرارداد ٹھیک ہے اچھی بات ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہماری زبان میں۔ جہاں خوش لکڑی جاتی ہیں تو اُس میں کچھ بزرگ بھی جل جاتی ہیں۔ ڈی جی نادرا کو آپ کا آفس پابند کریں۔ اسپیکر چیئرمین وہ آکے بریفنگ دیں۔ بجائے یہ کہ ہم چوہدری ثار کو یہاں لتاڑتے رہے۔ ڈی جی نادرا کو موردا الزام ٹھہراتے رہیں۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ سسٹم میں کیا ہے۔ کہ کیوں روک رہا ہے۔ کیا یہ پشتوں اس سرزی میں کے باسی نہیں ہے، کیا اس سرزی میں کے باقی اقوام باسی ہے اور پشتو نہیں ہے کیوں روک رہے ہیں۔ لامحالہ نواب ایاز جو گیزئی نے وہ باتیں کئے جو ہمارے دل کی باتیں تھیں۔ ہمارے بڑوں نے قربانیاں دی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا کہ اُس کے علاقے میں قلعہ سیف اللہ میں ثوب میں انگریزوں کو مارا ہے اُن کے قبریں ہیں۔ اُن کو جہنم واصل کیا۔ اپنے لوگوں کی شہادتیں دی ہیں تب جا کے یہ سرزی میں ہمیں ملی ہے۔ ہمارے علاقے میں اُن کی نشانیاں ہیں۔ ہم نے اُن کی تحصیلیں جلائی ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد یہاں سے نکل مکانی کر کے افغانستان چلے گئے انگریز کے ساتھ لڑتے ہوئے۔ وہاں اُن کے قبریں موجود ہیں آج بھی کابل میں۔ میری نانی افغانستان کی تھی میرے جو سمجھنے نا تھے وہاں اُن کی وفات ہوئی۔ وہاں اُس وقت بادشاہی عبدالرحمٰن کی تھی۔ انہوں نے باقاعدہ پیغام کیا کہ جی آپ لوگوں کی عزت ہے یہاں انہوں نے شادی کی ہے وہ وفات پا گیا۔ اُس کی قبر وہاں ہے ہم وہ لے آئے۔ ہم پھر اُس کی دوسری جگہ شادی کی اُس کی اولاد ہیں۔ ہماری قربانیاں ہیں۔ اس سرزی میں کیلئے ہم نے خون دیا۔ ہم نے اپنے گھر دیئے۔ آج یہ مسئلہ اٹھا ہوا ہے جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ گزارش کریں گے کہ قرارداد سے کچھ نہیں ہونے والا ہے۔ بالکل ہم اپوزیشن کے طرف سے کہتے ہیں کہ ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں (بسم اللہ) لیکن جو اُن کو لایا گیا جو کمپووں میں۔ میں خود ناہب تحصیلدار، تحصیل دار مہاجرین کا رہا۔ جس طریقے سے اُن کو نوازا گیا۔ جس طریقے سے appologize with due اُن کو کہ پڑ کیا گیا۔ اُن کے گھروں میں راشن دیئے گئے۔ اُن کو پیسے دیئے گئے۔ سوئے ہوتے تھے اٹھ کے ہم مہاجرین کے تحصیلدار تھے۔ سو کے

آتے تھے ہم ان کو پیسے دیتے تھے۔ ان کو راشن دیتے تھے۔

(خاموشی۔ اذان کی آواز)

سردار عبدالرحمن کھیمران: آپ بھی کوئی سے تعلق رکھتے ہیں جناب چیئرمین صاحب! آپ جا کے دیکھیں پر اپرٹی جو پہلے کروڑوں روپے کی پر اپرٹی تھی یہ درمیان میں تھوڑی سی ہوا جلی کہ ان کو نکال رہے ہیں۔ وہ کروڑوں والی 70 لاکھ پر آگئی 60 لاکھ پر آگئی۔ آپ کے سامنے سو شل میڈیا پر ان کے شناختی کارڈ آتے ہیں عجیب و غریب نام۔ زیتون خان ولد بادام خان۔ بادام خان ولد پستہ خان۔ ان کے شناختی کارڈ بننے ہوئے ہیں وہ جو غیر ملکی ہے وہ ان کی وجہ سے یہ سسٹم میں یہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے ایک ہمارا دوست گھر لینے گیا۔ یہ افغانستان کے مہاجر تھے۔ ایک گھر تو اُس نے بھیج دیا وہ سراگھر جا کے دیکھا اس سے بڑا گھر تھا۔ اُس کی چھت پر کروڑوں روپے کے قیمتی قالین پڑے ہوئے ہیں۔ تو وہ سرمایلے کے آئے ان کو نوازا گیا۔ اتنا پیسہ دیا گیا کہ اُس کے سر سے باہر نکل رہا تھا۔ crime آپ کی ان کی وجہ سے بے چینی آئی آج کلاشکوف کلچر، ہیرون کلچر یا آپ کا بلوچستان تھا آپ بھی یہیں پر پل پڑے ہیں۔ کہاں تھے یہ چیزیں تو میری گزارش یہ ہے کہ بجائے ٹھیک ہے قرارداد بھی آپ پاس کر لیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ڈی جی نادر اکو بلائے، وہ اپنا staff concern لے آئیں۔ اپنیکر کے چیمر میں یا کانفرنس روم میں تمام ساتھیوں کو بیٹھائیں وہ بریفنگ دے دیں کہ کہاں پر سسٹم روک رہا ہے کیا سلسلہ ہے۔ تین سال سے آغازیافت نے کہا ہے کہ میں رورہا ہوں اس چیز کیلئے تو کچھ نہیں ہوا۔ تو آج کی قرارداد بھی اگر ہو گئی ہے تو کچھ بھی نہیں ہوگا، اس کا کوئی سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سی ایم صاحب انکا حل نکالیں۔ صوبے کا مالک ہے، لیڈر آف دی ہاؤس ہے ان کو حکم دے سکتے ہیں کہ جا کر ہمارے ممبروں کو بریف کریں کہ مسئلہ کیا ہے۔ کہ روز روز ہم قراردادیں اور خالی بیٹھے ہیں۔ میں نے جذباتی تقریر کر لی اور دوسروں نے بھی کیں۔ اس حد تک کہ یہاں ریکارڈنگ میں بھی آگئی۔ ہمارے پرانے 75.77 ہمارے تھیات تھے یا نواب صاحب کے دادا تھے ان کے ابھی بکیں بن رہی ہیں۔ اُس وقت تو سی ڈی وغیرہ تھی نہیں وہ بکوں میں ہماری آنے والی تیسری نسل آکے دیکھیں گی کہ جی ہمارے دادا نے جو ہے اسے اسے میں بڑی اچھی تقریر کی تھی اور مہاجرین کے خلاف بولا تھا اور فلاں نے کا کہا تھا۔ یہ تاریخ بھی نہیں بننے گی پتہ نہیں کیا بن جائیگا۔ 70ء کی بکیں آپ کے good office دے رہے ہیں اُس میں جی فلاں نے بولا۔ نواب یہور شاہ صاحب بولے، سردار انور جان بولے، سردار دودا خان بولے۔ اس حد تک ہو جائے گا۔ اس کا موجودہ حل نکالیں جناب چیئرمین صاحب! حل یہ ہے کہ ان کو باضابطہ آکے بریفنگ دینی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ کہاں رکاوٹ ہے شاید کچھ ہماری سمجھ میں آئے کچھ ان کی سمجھ میں آئے اس کا حل نکلے۔

جناب چیئرمین: جی بگٹی صاحب۔

وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور: جناب اسپیکر! بے حد شکر یہ اس قرارداد پر بولنے سے پہلے میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جو میڈیا کے دوست ہے ان کا سر! ایک جگہ allocate ہونی چاہیے ہمارے پیچھے آکے اپنے ان خطرناک کیمروں کے ساتھ bif کر رہے ہوئے تھے۔ نیچے ہمارے معزز ارکین سارے بیٹھے ہوئے ہیں، there must be decorum کوہ وہاں بیٹھ کے اس کی کوتخ کریں نہ کوئی کونے میں کھڑا ہوتا ہے کوئی ہمارے سر پر کھڑے ہو کے اور پر سے ویڈیو بنارہ ہوتا۔ فیکل ممبر زبیٹھی ہیں۔ ہم لوگ بیٹھے ہیں، کہ یہ جو ایک in the House to دوسرا اس قرارداد پر sir no-doubt honorable کہ یہ بڑی اہم قرارداد ہے۔ کہ یہ جو ایک مسئلہ پیدا ہوا یہ کب ہوا، کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہمارے ہی لوگوں نے یہاں، ہمارے ہی officials نے ہمارے ہی یہاں ایسے لوگوں نے identity card اور لوکل سٹیفیٹ جاری کیے کہ جو یہاں elected representatives کے رہنے والے نہیں تھے، یہاں کے باشندے نہیں تھے کسی اور ملک سے آئے تھے کسی اور جگہ سے آئے تھے۔ even یہاں تک اور صوبوں سے آکر لوگوں نے یہاں ڈو میسال بنائے۔ لوگوں نے یہاں لوکل سٹیفیٹ بنائے۔ اور آج ہمارے جو allocated quota ہے اُس سے فیڈرل گورنمنٹ میں نو کریاں کر رہے ہیں۔ جبکہ ان کا اس صوبے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ درست بات ہے کہ کسی بھی لوکل آدمی کے ساتھ کسی بھی کوئی بھی ایک شہری جو پاکستان کا شہری ہے اُس کے ساتھ کوئی اس طرح کا کردار کسی بھی ادارے کو ادا نہیں کرنی چاہیے جس سے اُس کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ لیکن تکلیف تب آتی ہے جب یہاں کوئی ایک problem تھا یہاں نادر اسیں representatives تھا۔ یہاں ہمارے جو لوکل جس میں خاص طور پر لوکل باڈیز کے representatives تھے انہوں نے بھی یہاں لوکل سٹیفیٹ ریوٹ یوں کی طرح بانٹیں اور اُس سے مسائل ہوئے، جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ جس طرح TTA کا ہیڈ ولی محمد کے نام سے یہاں پاکستان کا شناختی کارڈ لے کے پھر رہا تھا۔ اور اُس سے پورا پاکستان میں پورا دنیا میں پاکستان کی بدنامی ہوئی۔ تو میں اس قرارداد کا اتنی سی گزارش کرتا ہوں آغالیافت صاحب سے کہ بجائے اس کے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں بھی ہماری گورنمنٹ ہے۔ جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کو لیارتے رہے اور پھر تقریریں کرتے رہیں۔ مختصر اس کا حل مجھے نظر آتا ہے جو آزیبل چیف منٹر یہاں یا ڈاکٹر عبدالمالک نے جو کمیٹی بنائی تھی اُس کمیٹی کو inform کیا جائے یا ایک نئی کمیٹی بنائی جائے کہ وہ نادر سے بات کریں اور قائد ایوان جو ہے وہ اس کا ایک مناسب حل ڈھونڈ کے، قرارداد کو kill کر دیا جائے اور اس کا اس طرح حل نکالیں کہ وہ یہاں آکے ہمیں بریفنگ دی جائے۔ نادر کے ساتھ کیس ٹو کیس، district to district اُس کے ساتھ negotiation کی جائیں اُن کے ساتھ بات کی جائے تاکہ ہم اس کے بجائے ہم فیڈرل گورنمنٹ کو ہم اس طرح منصیح دیں کہ پورا ہاؤس یہاں خداخواستہ اس process کے خلاف ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ process ہو۔ ہم چاہتے

ہیں کہ کوئی غیر ملکی ہے چاہے وہ دلیل دین کا بلوچ ہے چاہے وہ جمن کا افغانستان کا پشتوں ہیں۔ جو یہاں آکے ہمارا rights ہمارا social fabric اسپیکر! تباہ ہو گیا ہے ان مہاجرین کی وجہ سے۔ چاہے وہ بلوچ ہیں چاہے وہ پشتوں ہیں۔ میں کوئی ایک ڈویژن پر نہیں جانا چاہتا ہوں۔ میں کوئی نئی debate نہیں پیدا کرنا چاہتا ہوں لیکن honestly ہمارا تو speaking social fabric بتاہ ہو گیا ہے ان کی وجہ سے ہمارے لوگوں کا جو کاروبار تھا وہ بتاہ ہو چکا ہے، ہمارے لوگوں کا جو ذریعہ معاش تھا وہ بتاہ ہو چکا ہے، ہمارے جو کرام ہیں وہ اُس کا گراف بہت اور چلا گیا ہے تو میری گزارش ہے کہ اس پر اسی ہاؤس میں ایک اس طرح کی کمیٹی بنائی جائے وہ آنریبل چیف منٹر کی authority ہے کہ وہ پرانے کمیٹی کو بحال کرتے ہیں یا نئے سرے سے کوئی کمیٹی بناتے ہیں۔ یہ میری تجویز ہے کہ اس قرارداد کو آغازیات صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کو اگر ان کی اجازت ہو، otherwise بڑی اہم ہے کوئی دورانے اس پر نہیں پائی جاتی ہے کہ کسی بھی پاکستانی شہری کو کسی بھی طریقے سے تنگ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ لیکن ground reality یہی ہے کہ ہم سب نے مل کے لوگوں کی یہاں جعلی شناختی کا رڑ بنا میں۔ لوگوں کی جعلی سڑیکیوں میں، کوئی باہر کا involve نہیں تھا کوئی لاہور کا پنجابی آکے اُس نے نہیں بنایا ہم نے بنائے ہمارے بلوچ پشتوں بھائیوں نے بنائے۔ ہمارے لوگوں نے بنائے ہیں لہذا اس قرارداد کو اس ریکویٹ کے ساتھ کہ اس کو kill کر کے اس کے لیے کوئی کمیٹی تجویز کی جائے تاکہ ہم اس کا کوئی مستقل حل ڈھونڈ سکیں شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ جناب چیئرمین! کمیٹی، ڈاکٹر مالک صاحب کی جیسے چیف منٹر صاحب نے کہا سر آنکھوں پر۔ لیکن میرے خیال میں، میں with due respect نہیں کہنا چاہتا ہوں، کہ اُس کمیٹی میں ایسے لوگ تھے جن کو اس interest میں نہیں تھا۔ تو اب اس کمیٹی کو revise کیا جائے ۔۔۔۔۔ (مداخلت)۔ مثال آپ کو، کوئی interest نہیں تھا۔ تو اب اس میں یہی ہے کہ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ایسے active لوگ جو کمیٹیوں میں حاضر ہوں۔۔۔۔۔ (مداخلت) آپ نہیں سمجھے جناب! ڈاکٹر مالک صاحب کی جو کمیٹی ہے چیف منٹر صاحب سے میں گزارش کر رہا ہوں کہ اُس کمیٹی کو revise کیا جائے۔ اُس میں جو لوگ شامل نہیں ہونا چاہتے ہیں، وہ delete کیے جائیں۔ جو اور لوگ چیف منٹر کی نظر میں اس ہاؤس میں active ہیں۔ اُن کو ڈالا جائے تاکہ اس معاملے کو ہم حل کر سکیں۔ حل کی طرف چلا جائے، یہ میری گزارش ہے۔ اور پھر اس قرارداد کو مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔ بالکل مجھے اس پر کوئی objection نہیں ہے، بڑی خوشی کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: کیا حکومتی موقوف آنے کے بعد محرك کو قرارداد واپس لینے کی اجازت دی جائے؟

آغا سید لیاقت علی: جناب! پوری، بالکل اجازت ہے۔ میں نے پہلے کہا کہ چیف منٹر صاحب ہمارے تشریف رکھتے ہیں، ہمیں اس پر بھروسہ ہے جو میٹی ہوگی ہم اس کو بالکل وہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: ایوان کی اکثریتی رائے سے قرارداد واپس لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔۔۔ (مداخلت) زمرک خان پہلے اٹھ چکے تھے جب اجلاس شروع ہوا تھا میں نے اُن کو پاٹکٹ اف آرڈر پر کہا تھا کہ بعد میں دوسرا گا۔ محترمہ اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: شکریہ! آج نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے چیف منٹر صاحب۔ جو ایک، دو مسئلے ہیں میں اُن کی طرف ان کا توجہ چاہتا ہوں۔ اور اس میں جو پنجاب یونیورسٹی میں جو مسئلہ پیدا ہوا تھا۔ اُس حوالے سے ہم نے یہاں جو تحریک التوا پیش کی تھی اور پر مکمل بحث ہوئی پھر ایک کمیٹی بنی نواب صاحب کی قیادت میں۔ آج بھی میرے پاس پنجاب یونیورسٹی کے جو students کے جو اُن وہ آئے ہوئے تھے۔ آپ سے بھی میں نے ملایا۔ اور وہاں ایک ایسا ایسا حالات بنی ہوئی ہے کہ وہ لوگ پڑھنے سے تورہ گئے یہاں تک کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے کوشش کر رہے کہ ہم کدھر جائے کدھر چھپ جائیں اُن لوگوں سے جن کی وہاں بدمعاشی ہیں اُن کی غنڈہ گردی ہیں۔ آج اُن کے خلاف FIR کٹ رہا ہے ہمارے پشتوں students کے خلاف آج۔ اور اس واقع کو 25 دن ہو گئے نواب صاحب آج تک پنجاب حکومت نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ پشتوں culture day منایا جا رہا ہے۔ اُس میں ہمارے یہ students جو باہمی حقیقت ہمیں بتا رہا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم نے پشاور سے لے کر کوئی تک اپنی جو ہماری traditional day منایا ہے۔ جو چیزیں ہیں ہم نے خرید کر کے یا کسی سے اُدھار لائے کر کے جی ہم اپنا day tradition منایا ہے اور اپس آپ کو واپس کر دینے گے۔ کہتا ہے کہ ہم نے جو میڈیا والوں کو بلا یا تھا۔ ہم نے جو کیمرے والوں کو بلا یا تھا کہ آپ ہماری ریکارڈنگ کروادیں۔ اُس recording کے ہم آپ کو پیسے دیں گے۔ ہم نے جو سامان کرا کری کے لائے تھے جس میں کھانا پینا اور لوگوں کو اس دوران وہاں ایک دعوت دی جاتی ہیں۔ وہ بھی ہم نے کرایہ پر لائے تھے۔ ہوا یہ کہ اس دوران انہوں نے حملہ کر دیا کیمرے ٹوٹ گئے۔ سامان جلا یا گیا اور جو باہر سے جو چیزیں لائی گئی تھیں پشاور سے ہماری جو ثقافتی چیزیں ہیں ہمارے جو بھی culture ہیں ہماری tradition کو اُجاگر کر رہا ہے۔ اُن چیزوں کو جلا یا گیا۔ وہ بیچارے روؤں پر پھر رہے ہیں۔ اُن کے پاس ابھی اتنے پیسے نہیں ہیں کہ اُن لوگوں کے اُدھار دیں۔ اُن لوگوں کا قرض ادا کریں۔ اور اس دوران وہ لوگ جو ہے ان کے خلاف جناب چیئرمین صاحب! کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اُن کو نگاہ کیا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس وقت ان کو مارا جا رہا تھا۔ پولیس والے جا رہے تھے کہتا ہے کہ پولیس والوں نے بھی اللہ وَاکبر ہم پر کہا۔ پتہ نہیں یہ کون سے ہمارے جو یہاں پائی، چھ سو اس میں بلوچ بھی ہیں پشتوں بھی ہیں یہ پڑھتے ہیں۔ خدا نخواستہ تو ہے نعوذ باللہ کیا وہ کافر ہیں جس پر اللہ وَاکبر کہا جاتا ہے۔ ہم اپنے بچوں کی تربیت اس غلط

طریقے سے کرتے ہیں اُس میں اسلام کی وہ جو حقیقی بنیادی ہمارے جو حقوق ہیں یا ہمارے جو فرائض ہیں اُن کو نہیں سمجھاتے۔ ہم اُن کو کہتے ہیں فلاں کافر ہے فلاں مسلمان ہے۔ اور فلاں کے خلاف اللہ وَا كَبِرْ کہا جائے۔ کیا یہ طریقہ ہے کہ ہم ڈول اگر بجاتے ہیں تو ڈول جو ہے وہ کسی کو کافر بناتا ہے؟ کیا ہم جو اتنے کرتے ہیں کیا وہ کسی کو کافر بناتا ہیں؟ ابھی یہ ہے نواب صاحب! کہ وہاں حالات اتنے خراب ہیں کہ ہمارے پچھے پڑھنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تحفظ چاہیے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس مسئلے کو صرف چیف منستر کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں لیکن وہ ہمارے لگے ہوئے ہیں درمود صاحب ذرا، نواب صاحب یہ تھوڑا سا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ میں حقیقت کہہ رہا ہوں آپ کے نوٹس میں میں لانا چاہتا ہوں آج بھی میٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اُن سے ملاقات کر لیں کہ ان بڑکوں کا کیا حال ہے۔ حقیقت میں اُن کے خلاف آج FIR launch کر رہے ہیں اور گورنمنٹ آف پنجاب اور انہوں نے ایک ریلی نکالی اسلامی جمیعت طلباء نے کہ وہاں پابندی ہے ریلی نہیں نکال سکتے۔ وہاں دفعہ 144 لگایا گیا لیکن وہ لوگ کل نکلے ہیں 200 لڑکے Chancellor اُن کے پاس جا رہا ہے کہ آپ ریلی کو ختم کر لیں یہاں پابندی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہماری پوری کروتب ہم ریلی کو جو ہے وہ ڈس مس کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کیا demand ہے، کہتا ہے یہ پشتوں طلباء ہے ان کی خلاف FIR کاٹ دو۔ تو اُن کے خلاف FIR کاٹ رہے ہیں۔ ابھی اُن لوگوں کا قصور کیا ہے وہ آپ دیکھ لیں سارے videos موجود ہیں سارے میڈیا موجود ہیں۔ آپ کے رانا نثار اللہ صاحب خود interview دے رہا ہے کہ جی ایک تنظیم نے غنڈہ گردی کیا اور دہشتگردی کیا اور پشتوں culture day کو جو ہے سبوتاش کر دیا اور اُن پر حملہ کر کے آگ لگایا اور یہ جو نواب صاحب permission لے کر یہ پروگرام بنایا گیا۔ مطلب VC نے permission دیا آپ کے higher education کے منстро وہاں کے chief guest تھے۔ پھر کیا جواز بتا ہے کہ وہ لوگ قانون اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ یہاں تو کوئی قانون ہے ہی نہیں۔ جس کی لائھی اُس کی بھیں۔ کل مردان میں دیکھ لیں ایک آتے ہیں کہ جی یہ غیر اسلامی حرکات کی ہیں۔ یہاں State ہے یہاں عدالتیں ہیں یہاں لا اباء اینڈ آرڈر ہے۔ یہاں اُن لوگوں کو کارروائی کرنا چاہیے حکومت کو کارروائی کرنا چاہیے مجھے یہ اختیار تو نہیں کہ جی میں ڈنڈا اُنھالوں اور کسی کو قتل کر دوں کسی کو مار دوں چاہے وہ مجرم ہو۔ لیکن قانون اُن کو سزا دے گا۔ عدالت اُن کو سزا دے گی۔ لیکن نواب صاحب یہاں ایک تنظیم اٹھی ہیں وہ پورے administration کو اپنے ہاتھ میں لے رہی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ یونیورسٹی میری ہے۔ اس میں میرا قانون چلے گا۔ اس میں کسی اور کا قانون نہیں چلے گا اور قانون کے تحت تو یہ کہتے ہیں کہ کسی کو میں کافر بناتا ہوں تو وہ کافر ہوگا۔ کسی کو میں مسلمان بناتا ہوں تو وہ مسلمان ہوگا۔ کسی کو میں کہتا ہوں کہ آپ نے ادھر ٹیپ بجانا ہے تو بجا دیں۔ کسی کو کہتا ہوں کہ نہیں بجانا ہے تو نہیں۔ ہائل میری نگرانی میں الٹ ہونگے۔ اس کی admission میری نگرانی میں

ہونگے۔ تو یہ کون سا قانون ہے اور وہ ایک مضبوط قانون ہے اور ایک لا اینڈ آرڈر وہاں چل رہی ہے۔ اُس کو جو ہے سبتوتاً ذکر کے یہ لوگ خود اپنے قانون بناتے ہیں۔ اس طریقے میں وہ کیسے پڑھیں گے؟ نواب صاحب وہ لڑ کے آئیں گے واپس آپ کی طرف آئیں گے ادھر بیٹھیں گے۔ قسم سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں وہ اپنا ایجوکیشن چھوڑ کے مجبور ہو کے یہاں پھر رہے ہیں۔ یہاں روڈوں پر پھر رہے ہیں۔ اُن کے خلاف FIR کاٹا گیا۔ نواب صاحب آپ اپنی کمیٹی کو تشکیل دے اگر آپ نہیں جاسکتے کیونکہ آپ کی مصروفیات زیادہ ہو گئی آپ کسی کو اتحاری دے کہ بناء کے جائے وہاں وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب سے وہاں پر GAs سے بات کریں اُن کو جو ہے یہ پابند کریں کہ کیوں کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے لڑکوں میں غلطیاں ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں بر ملا کہتا ہوں کہ اُن کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ کئی ایسا نہیں ہے کہ میں کہتا ہوں کہ وہ ٹھیک ہے۔ شاید اُن سے کوئی غلطی ہو گی۔ لیکن یہ کون ہوتے ہیں اُن کو سزادینے والے، یہ تنظیم کون ہے اُس کو سن نے یہ اختیار دیا کہ آپ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں بالکل انہوں نے سراسر غلطی کی۔ چلوپشتوں کو نسل کے لڑکوں نے غلط کوئی اقدام اٹھایا for example میں کہتا ہوں لیکن یہ لوگ کون ہوتے ہیں اُن کو سزادینے والے؟۔ وہاں administration موجود ہے وہاں پولیس ہے وہاں قانون ہے وہاں عدالتیں ہیں پھر بھی کچھ نہیں کرتے ہیں۔ نواب صاحب ان کی خلاف اتنی زیادہ وہ جو ہے انتقامی کارروائی کیا جا رہا ہے کہ اُن کے خلاف ایف آئی آر کاٹی جائے۔ اُن کو جو ہے hospital میں وہ جو ہے 18 لڑکے زخمی تھے یہاں تک کہ ICU میں بھی وہ admit رہے۔ اور اُن کا اعلان معالجے کا بھی کوئی بندوبست انہوں نے نہیں کیا صحیح طریقے سے۔ اور وہ جو درپدر کے ٹوکرے کہا کرو دھمکیاں دیتے ہیں۔ تنظیم والے انکے گھر پر اُن کے والدین کو دھمکی دیتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کو سمجھا میں ان چیزوں سے دور رہیں۔ نہیں تو ہم ان کو انغواؤ کر دیں۔ ہم ان کو یونیورسٹی سے نکال دیں۔ ہم ان کو مار دیں۔ یہ کوئی طریقہ ہیں ابھی وہ لڑکے جو ہے کوئی ادھر کوئی ادھر کوئی ادھر کوئی مغرب میں کوئی مشرق میں دیں۔ تو نواب صاحب میری آخر میں یہ آپ سے درخواست ہے کہ اس پر آپ تھوڑی سی کارروائی کریں اور اس مسئلہ کو حل کریں۔ اور دوسرا میں مختصر ایک منٹ لوں گا۔ میں اس کی مدد کرتا ہوں کہ ہمارے جو سیکرٹری عبد اللہ جان صاحب جو انغواؤ ہوئے ہیں میں کہتا ہوں کہ بیورو کر لیں میں۔

جناب چیئرمین: زمرک خان! پوانٹ آف آرڈر کا آپ کو بھی پتہ ہے کیونکہ آپ تو سینئر پارلیمنٹریں ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: بس ایک منٹ اس کا لوں گا کہ نواب صاحب میں آج حقیقت میں کچھ لوگوں سے ملا تھا اتنی تشویش اس میں پائی جاتی ہے بیورو کریں میں کہ ہر سیکریٹری کہتا ہے کہ جی ابھی میں اپنی حفاظت کیسے کروں۔ ایک اتنا شریف بندہ جو میں کہتا ہے کہ وہ اُن کے پاس لاکھ روپے بھی نہیں ہو گئے۔ اُس کو بھی نہیں بخشنا گیا اور انغواؤ ہو گیا۔ نہیں پسیے کمائے وہ میں ابھی اس طرح نہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پسیے کمائے کس طرح کمائے میری تو knowledge میں۔

--(مداخلت)۔ میں تو اپنی بات کروں گا سردار صاحب آپ اپنی بات کریں وہ جو ہے اُس کو لے کے انداز کر کے تو پیسے ہوتے ہیں تو کیا پیسے کوئی کماتا ہے تو اس لیے کماتا ہے کہ اُس کو انداز کر کے اُن سے واپس لیا جائے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے سردار صاحب، میں آخر میں یہ کہتا ہوں نواب صاحب سے کہ law enforcement agencies کو کریں اور اُن سے پوچھا جائے کہ ان کے خلاف ابھی تک جو 25 دن ہو گئے ہیں انداز ہوا ہے آج تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ کوئی جو ہے اُن کی برامدگی نہیں ہوئی ہے۔ اور کیا جو تشویش پائی جاتی ہے خدا نخواستہ کل کو سیکرٹریٹ کا وہ کرینگے اس احتجاج کا اُس میں۔

جناب چیئرمین: شکریہ از مرک خان صاحب۔

نواب شاء اللہ خان زہری (قائد ایوان) Mr. Chairman! I am on point of order please.

جناب چیئرمین: جی نواب صاحب پلیز!

(اس مرحلہ میں محترم راجحہ محبیہ حمید خان درانی، اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

قائد ایوان: جس طرح ہمارے دوستوں نے باتیں کیئے ہیں خصوصاً مزرک خان نے جولا ہور کا واقعہ ہوا ہے اُس پر ہمارے جو students کا مسئلہ ہے۔ انشاء اللہ میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ سی ایم پنجاب کے ساتھ میں بات کروں گا اور اگر آپ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو اس پر کمیٹی بنالیں، آپ لوگ جانا چاہتے ہیں جا کے بات کرنا چاہتے ہیں وہ جا کے بات کر لیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ میں اُن سے appointment لے کے بھر میں بھی اُن کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن یہ ہے کہ دو، تین دن میں ذرا busy ہوں۔ کل نہیں پرسوں میں جاؤں گا میرے بچوں کی برسی ہے۔ تو برسی کے بعد پھر اس کو رکھ لیں تو میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بچے ہیں وہاں وہ ہمارے سب کے بچے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سی ایم پنجاب کوئی اس طرح کا ارادہ رکھتے ہیں کہ سی کے خلاف وہ انتقامی کارروائی کریں۔ اور نہ ہماری پارٹی اور نہ ہماری حکومت جو ہے اس چیز کی اجازت دیتی ہے کہ ہم کسی کے خلاف جو ہے انتقامی کارروائی کریں۔ لیکن یہ تنظیمیں ہیں آپس میں آپ کو پتہ ہے کہ جمعیت کا جو آپس میں وہ لڑے ہیں۔ بہر حال ہم اپنے بچوں کو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ اور جتنا بھی ہو سکا ہم سے ہم اُن کے لیے وہ کریں گے۔ اور اُن کو انشاء اللہ ہم یہاں نہیں لائیں گے وہ ہیں پر پڑھیں گے اور اپنی ایجوکیشن و ہیں پر ہی مکمل کریں گے انشاء اللہ۔ جہاں تک عبداللہ خان کا تعلق ہے تو کچھ ایسی باتیں ہیں کہ میں یہاں نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ daily کی بنیاد پر جو ہے میں اس حوالے سے جو ہے میٹنگ کر رہا ہوں GAs سے اور چیف سیکرٹریٹ سے میں روپرٹ لے رہا ہوں۔ اور کچھ ایسی باتیں ہیں جن کو ہم اس وقت تک پر لیں میں نہیں لاسکتے۔ لیکن یہ ہے کہ ہم کافی حد تک وہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ہم اس کو جلد

سے جلد بازیاب کرائیں۔ لیکن ایک بات یہ کہونگا کہ یہاں پر ہمارے لیے ایک problem ہیں جو انواع کا رہوتے ہیں یادہ دوسرے ہوتے ہیں وہ پھر دوسرے ملک کا جو ہے وہ sim استعمال کرتے ہیں۔ جب وہ دوسرے ملک کا sim استعمال کرتے ہیں اُس کی وجہ سے تھوڑی جو ہے ہماری ایجنسیوں کو اور ہماری پولیس کو یا دوسرے جو ہیں ہماری ایجنسیاں ہیں انکو problems ہوتی ہیں۔ اگر وہ یہاں کا sim استعمال کرتے اور پاکستان کا جو ہے وہ ہوتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بہت پہلے جو ہے وہاں اُن تک پہنچ چکے ہوتے۔ لیکن اتنا ہی میرا خیال ابھی فی الحال اس کے لیے اتنا ہی یقین دلاتا ہوں آپ کو لیکن یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم خواب خرگوش میں نہیں ہیں۔ ہم لگے ہوئے ہیں اُس کے لیے اور ہم جو ہیں وہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ اُس کو انواع کیا گیا ہے۔ تو ہم زیادہ بات بھی نہیں کرنا چاہتے ہیں اُس کی جان کا بھی اُسکا خطرہ ہے۔ لیکن آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دونوں مسئللوں پر ہمیں concern ہے اس بارے میں بہت شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: یہ نواب صاحب! ایک منٹ یا سیمن لہری صاحب! چونکہ میں ابھی آئی مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جو ہے اُس کے مسئلے پر بات ہو رہی تھی تو مورخہ 14 اپریل 2017ء کی اسمبلی نشست میں، میں نے آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی لیکن نام جو ہے وہ میں نے آپ پر چھوڑے تھے کہ آپ اُس میں کن لوگوں کے نام suggest کریں گے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ کیونکہ روز بروز یہ مسئلہ بہت زیادہ discuss ہو رہا ہے تو میں kindly آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ جو ہے نام اُس میں دیں قائد ایوان صاحب آپ کی سربراہی میں۔

قائد ایوان: میں تو نہیں ہوں۔

میڈم اسپیکر: سرا! آپ کی سربراہی میں قائد ایوان صاحب۔

قائد ایوان: باقی پھر پارلیمانی لیڈر رہا اپوزیشن سے لیں جس کو لیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے میں پھر آپ کے مشاورت سے نام اُن کو دیتی ہوں۔

قائد ایوان: جی۔

میڈم اسپیکر: جی یا سیمن لہری صاحب!

محترمہ یا سیمن لہری: شکریہ میڈم اسپیکر! میڈم اسپیکر! بہت اہم مسئلہ ہے اُس دن منظور بھائی بھی پواسٹ آف آرڈر پر اس ایشوپ بات کر چکے ہیں۔ جو مختلف tribes کی زمینیں سمنگلی ایئر میں سے لیکر ہر آرخنجی تک۔ اُس میں بازنی، کاسی اور اس کے ساتھ ساتھ سادات کی بھی بہت بڑی زمینیں ہیں۔ اُن کا ایک وفد میرے پاس آیا تھا۔ باقاعدہ documentary proof لے کر کے کہ تاریخی طور پر مالک ہیں۔ لیکن غیر قانونی طور پر اُن زمینیں کو سرکار کے نام پر الات کیا گیا۔ پھر اُس وقت کے کچھ آفسران جو ہیں وہ سرکاری ریٹ پر ان زمینیں کو اپنے نام الات کر کے مارکیٹ کے حساب سے انہوں جو ہے بیچ دیا۔ تو

یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ آپ نے اُس دن رونگ بھی دی تھی۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب اس پر تحقیقات ہو کام ہوتے سادات سید ہیں وہ main stakeholder ہیں۔ ان کو بھی آن بورڈ لیا جائے۔ thank you

میڈم اسپیکر: شکریہ! اس پر نواب صاحب کی سربراہی میں جب یہ پرانٹ اٹھا تھا۔ تو اُس وقت آج سے میرے خیال میں آخری سال ان کی سربراہی میں کمیٹی بن گئی تھی۔ اور اُس پر انھی نواب صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو جو بھی ایجاد ہے اُس کے تحت حل کریں گے ٹھیک ہے۔ جی سردار کھتیر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھتیر ان: شکریہ میڈم اسپیکر! آپ سفر کر کے آئی ہیں。 welcome back to Quetta. میڈم اسپیکر! سی ایم صاحب تشریف لے گئے۔ میڈم اسپیکر! مسئلہ بنا ہوا ہے۔ P&D ٹھیک ٹھاک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ پھر رحیم جان بیٹھے ہوئے ہیں ان کو متوجہ کروں گا۔ رحیم صاحب! اگر تھوڑا سا توجہ دیں، زیارت وال میری گزارش یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! جو بجٹ ہمارا 2016ء کا اب آج اپریل کی 14 تاریخ ہو گئی ہے۔ 15 مئی کو باضابطہ شاید circular tactics شروع ہو گئے۔ کیونکہ آخری پارلیمانی سال ہے۔ اور یہ ابھی with due apologies جو ہے نا اگلے آنے والے کے لیے بہت کچھ چھپا کر رکھتے ہیں۔ اور پھر اُس وقت جب نئی اسمبلی آئیگی۔ تو اُس کو کہیں گے یہ بھی آپ کے لیے رکھا اور یہ بچایا اور یہ بھی۔ وہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے میڈم اسپیکر! میرا PSDP میں 30 ڈیم رکھے گئے تھے۔ جو کہ سی ایم صاحب کے disposable پر تھے۔ سی ایم صاحب نے باضابطہ وہاں بہت problem تھا۔ مہربانی ہے سی ایم صاحب کی کہ اُس کی منظوری دی وہ مختلف گلہوں سے ہوتا ہوا جب P&D پہنچا۔ کہتے ہیں جی ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے وہ ختم۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جس چیز کی منظوری چیف منستر نے دی ہو D&P کہتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے۔ اُس طریقے سے education related رحیم صاحب کی توجہ میں اس لیے دلار ہاتھا کہ DAC کی میٹنگ ہوئی ہیں۔ اُس کے آج تک رحیم صاحب آپ کے 30 مارچ والے اُس سے پچھے فروری والے وہ جاری نہیں ہوئے جب تک کہ DAC کے process چلا جائے کہ 15 مئی سے پہلے، پہلے یہ ٹینڈر ہو جائیں۔ یہ ہم لوگوں کے لیے بہت problem ہا ہے میڈم اسپیکر! خاص کر جہاں نئے اسکول کھل رہے ہیں۔ نئے بلڈنگ جاری ہیں یہ سلسلہ ہے۔ یہ میں call attention notice آج بالکل آپ کے good chamber کو پیش کروں گا۔ یہ مہربانی کریں اور یہ ڈیم والا سی ایم صاحب شاید اپنے چمیر میں چلے گئے ہیں۔ شکریہ میڈم اسپیکر: ان سے آپ ملاقات کر لیجئے گا جیسا ہر میں ٹھیک ہے۔ thank you جی مجیب الرحمن حسنی صاحب جی۔

میر مجیب الرحمن محمد حسني (وزیر مکملہ کھیل و ثقافت) پونکت آف آرڈر میڈم اسپیکر! سردار صاحب نے بڑا اچھا پونکت اٹھایا۔ میری اپنی ضلع کی اسکیمیں ہیں ڈھائی کروڑ کی education میں جس میں مختلف اسکولوں کی بلڈنگز بھی ہیں اور residential quarters ہیں پچھلے چار مہینوں سے جیسے انہوں نے کہا کہ وہ DAC کی میٹنگز ہوتی ہیں لیکن ایک دفعہ میرے خیال میں minutes جاری ہوئے، اُس میں میرے اسکیمتوں کا ذکر نہیں تھا۔ میں خود فنڈر صاحب کے دفتر تین سے چار دفعہ چل کر گیا ہوں۔ اُس کے علاوہ اُن کا ایک ایڈیشنل سیکرٹری ہے اُس کا میں نام نہیں لوں گا۔ میں اُن کے آفس میں بجیٹیت MPA اپنے علاقے کے چار یا پانچ دفعہ سے زیادہ اُن کے آفس گیا۔ مجھے یقین دہانی کرائی گئی کہ اس میٹنگ میں ہم آپ کے minutes جاری کریں گے۔ لیکن جب minutes جاری ہوئے تو اُس میں میری اسکیمیں غائب۔ اب جیسے سردار صاحب نے کہا کہ 15 منی کے بعد رولز کے مطابق ٹینڈرنیں ہو سکتے تو میری گزارش ہے رحیم زیارت وال صاحب سے کہ اُس کو monday, tuesday department تک دیکھ لیں۔ اور جو اسکیمیں pending ہیں اُن کے DAC کے حوالے سے۔ تو وہ فوراً اگر یہ کرتے ہیں تو یہ ٹینڈر ہو جائیں گے otherwise یہ پسے surrender ہو جائیں گے۔ ویسے ہی ہمارے بجٹ کا بہت بڑا حصہ یہ سن رہے ہیں وہ surrender ہو رہا ہے۔ اور اُس سے ظاہر ہے ہماری حکومت پر بات آئے گی۔ تو میری گزارش ہے رحیم صاحب کہ فوراً DAC کے minutes سے کافی دو مہینوں pending ہے۔

میڈم اسپیکر: حسني صاحب! میں آپ کو بھی مشورہ دوں گی کہ آپ بھی توجہ دلاو نوٹس آپ use کریں a point of order کو ہی very good procedure. اُس سے ریکارڈ پر بات آجائی ہے۔ discourage کرنے کے لیے کیونکہ point of order کا یہ طریقے کارنہیں ہے۔ اُس لیے توجہ دلاو نوٹس written میں ایک کاغذ پر لکھ کر دیں گے اور تو آپ کاریکارڈ میں آگیا ہے۔ کیونکہ وزیر کو بھی جواب کے لیے ٹائم چاہیے۔

وزیر مکملہ کھیل: اب ٹائم کم ہے۔ اگر بھی یہ اُن کا نوٹس لیتے ہے تو اس کا میرے خیال میں اچھا رزلٹ آ جائیگا۔ میں ہے یہ اُنکے نوٹس میں ہے میڈم! میں personally اُن کے آفس تین سے چار دفعہ اُس مسئلہ پر لیا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ Minister education you can reply. جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ (وزیر مکملہ تعلیم) شکریہ میڈم اسپیکر! سردار عبدالرحمن کھتیران صاحب اور مجیب الرحمن صاحب education کے حوالے سے devlepment کی جو اسکیمات ہیں۔ اُن کی میٹنگز ہو گئی ہیں۔ اور

اسکیمات پاس ہو گئے ہیں اور minutes جاری نہیں کر رہے تھے۔ چار دن پہلے میں نے اپنے سیکرٹری کونسل دیا اور اس نے لکھ کر کے چیف سیکرٹری کے پاس بھیجا یا ہے کہ عزیز جمالی صاحب کو یہاں سے ہٹاؤ۔ وہ یہ کام کرنیں رہا ہے۔ بلکہ اس میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ تو میرے خیال میں اب وہ شاید چلا گیا ہوگا۔ چونکہ ہم نے انکوہدایات دی تھیں کہ ان کو فوری طور پر ٹرانسفر کریں۔ ساری چیزیں اس نے روک کر کھی تھیں اور میٹنگ کر کے لیکن minutes جاری نہیں کر رہے تھے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ کل تو سیکرٹریٹ میں چھٹی ہو گی۔ نہیں کہہ سکتا اگلے تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ 17 تاریخ کو آئیں گے۔ میرے خیال میں ان سب کی minutes جاری کروائیں گے اور ان کے جو پیسے ہیں ان کو دیدیں گے۔ میڈم اسپیکر! ایک بات جو دوستوں نے اسمبلی کی اراکین نے یہاں پر اٹھائی ہے کہ وہ جاری ہوا ہے circular کے 15 منی کو جن کے پاس پیسے بچ جاتے ہیں 15 منی کو وہ surrender کریں۔ میرے خیال میں نواب صاحب ادھر ہی ہے بات کریں گے۔ 15 منی کی تاریخ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بہت early ہے۔ کم از کم 30 منی تک ہمیں جانا چاہیے۔ پھر ہمارے پاس ٹائم فک جاتا ہے۔ اتنی زیادہ اسکیمات نہیں ہوا کرتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کر لیں گے۔ لیکن 15 منی کو جس نے surrender کرنے ہوتے ہیں۔ اس کو میرے خیال میں تھوڑا بڑھائیں گے۔ نواب صاحب سے request ریکویسٹ کر کے planning and development سے۔ اسکو کم از کم 30 تاریخ تک لے جائیں گے۔ اور پھر 30 تاریخ کے بعد پھر اس پر کام کریں گے۔ تو یہ چیزیں ہے، اب اس کو آگے بڑھانا ہیں۔ اس پر کام کرنا اور خالصتاً executing agency کی یہ ذمہ داری ہے۔ اب ہر کہیں پر یہ سیزن شروع ہو گیا ہے۔ تو یہ اس طریقے سے ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کرتے ہیں اور executing agency کی ذمہ داری ہے جس XEN کے پاس جس نے ٹینڈر کیا ہے اُن کی یہ ذمہ داری ہے کہ فوری طور پر جو کام ٹھیکیدار سے کروانا ہیں۔ وہ فوری طور پر وہ کام اُن سے لے لیں اور کوشش کریں کہ کم از کم پیسے ہوں اور وہ استعمال ہوں۔ تو یہ چیزیں ہیں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیٹھے گے۔ اور 17 تاریخ کو آپ کو بتا دیں گے کہ ہم اس پر کیا کرنے والے ہیں اور House کو اعتماد میں بھی لیں گے کہ ہم اس طریقے سے جا رہے ہیں اور اس طریقے سے کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے شکریہ! جی حسن بانو صاحبہ، ولیم برکت صاحب میں آپ کو اس کے بعد موقع دیتی ہوں۔

حسن بانو رختانی: شکریہ میڈم اسپیکر! آپ کی توسط سے میری پیغام رجیم صاحب کے ساتھ ہیں۔ کل شام کے ٹائم مجھے ایک فون آیا۔ شاید آج کل لاء کے پیپرز ہو رہے ہیں۔ تو وہاں میڈم ٹینڈر خان بھی exam دے رہی ہیں۔ کل میرے پاس ایک فون آیا اُس نے یہ کہا کہ بھئی آپ کے colleague کے ساتھ یہاں جو اسٹاف ہے وہ بہت بد تیزی سے پیش آ رہی ہیں۔ اور جو آپ کی دوست ہے وہ انتہائی صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اور ان کے ساتھ جب میں نے بد تیزی کی وجہات پوچھی۔ وہاں جو 2 لیڈریز لگی ہوئی تھیں۔ تو انہوں نے ان کے ساتھ انتہائی بد تیزی کی۔ بہت

کیا حالانکہ میڈم ثمینہ نے بروادشت کامظاہرہ بہت کی۔ اور وہ یہ بھی شوہنیں کر رہی تھی کہ میں MPA misbehave ہوں۔ اور انہوں نے یہ بھی نہیں کہا تھا as a student شاید ان کی بروادشت کی وجہ سے یا ان کو کسی طریقے سے پتہ چل گیا تھا کہ یہ MPA ہے۔ اُنکے بعد انہوں نے کافی اُنکے ساتھ misbehave کیا۔ بد تیزی بھی کیں۔ یہاں تک کہ آخر میں جو ہے ناں ہماری colleague کی ضبط کی بروادشت بڑھ گئی۔ اور وہ وہیں پر بیٹھ کر رونا شروع کیا۔ تو جب میں نے معلومات کیں۔ باقی اسٹوڈنٹس سے پوچھا کہ بھی مجھے تمام تفصیلات بتائیں۔ جب انہوں نے مجھے تفصیلات بتائیں تو ہمیں کہیں سے کسی لیوں سے بھی ثمینہ خان جو ہے وہ قصور و ارنظر نہیں آ رہی تھی کہ وہ قصور وار ہو۔ یا انہوں نے کہیں نقل کرنے کی کوشش کی ہو یا انہوں نے extraordinary کو شک کی ہو۔ وہاں پر جو لیدیز تھیں۔ اور بعد میں مجھے یہ بھی پتہ چلا جب یہ وکے باہر تشریف لے گئیں۔ تو بعد جو ہے ناں وہ دو خواتین باقاعدہ اُس پر فس رہی تھیں۔ یعنی وہ یہ شوکر ہے تھے کہ ہم جو ہے ناں ایک ایم پی اے کو ہم کس طرح ڈیل کرتے ہیں۔ آپ MPA کے طور پر نہ صحیح آپ ایک student کے طور پر آپ کو یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ آپ کسی کی بے عزتی کریں۔ ایک MPA کو آپ ہٹا کر رکھیں ایک student پر۔ کیا انہیں ٹریننگ دے کر نہیں بھیجا جاتا؟ وہاں پر وہ اپنے ساس، بندوں کے مسائل لیکر بات کر رہی تھیں۔ اُن سے یہ کہا گیا تھا کہ please آپ لوگ ذرا خاموش رہیں ہم disturb ہو رہے ہیں۔ تو اُن کو یہ بات بری لگی کہ آپ نے ہمیں کیوں گفتگو میں منع کیا۔ اس بات کو لے کر انہوں نے اُس کے ساتھ کافی misbehave کیا۔ آپ کے توسط سے میں رحیم صاحب سے یہ کہوں گی کہ فوری طور پر اس مسئلہ کو دیکھیں تاکہ آگے جو لوگ ہے یہ نہ کریں ministers کی عزت نہ کریں MPA کی عزت کریں۔ لیکن ایک اپنی انسانی عزت بھی کوئی ہوتی ہے ایک فرد کے طور پر بھی انسان کی value ہے۔ اُس value کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کس حق کے تحت اور کس قانون تحت انہوں نے بد تیزی کی ہے؟ میں یہ جانا چاہتی ہوں اور فوری جو ہے آپ اپنے سیکرٹریز اور اپنے بندوں کو بھوا کر معلومات کریں کہ انہوں نے کس behalf پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: زیرتوال صاحب! وہ کہہ رہی ہے کہ ثمینہ خان صاحبہ جو ہماری معزز رکن ہے وہ آج کل لاء کے پیپر زدے رہی ہیں۔ وہ جس جگہ امتحان دے رہی ہیں وہاں کی کوئی invigilators تھیں۔ انہوں نے اُنکے ساتھ بد تیزی کی ہے۔

وزیر مکملہ تعلیم: کس نے کی ہے؟

میڈم اسپیکر: جو وہاں invigilators لگی ہوئی ہے انہوں نے اُنکے ساتھ بد تیزی کی ہے۔ یہ main مسئلہ ہے۔ تو اُس پر وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ پلیز چونکہ وہ آپ کے under آتا ہے۔ تو آپ دیکھیں۔

وزیر مکملہ تعلیم: لاعکانج کے اندر امتحان دے رہی ہیں؟

میڈم اسپیکر: کدھرا امتحان دے رہی ہیں؟ وہ کہاں امتحان دے رہی ہیں۔ یہ اس بارے میں انشاء اللہ پھر زیارت وال صاحب بات کریں گے۔

محمد حسن بانور خشافی: اسے میں آپکے پاس چینبر میں مجھوادوںگی۔ آپ اُس سے تمام تفصیلات لیکر اور زیارت وال صاحب! ان سے یہاں تک بھی میں نے معلومات کروائی کہ اسیں ہماری colleague کی کوئی قصور نہیں تھی۔ نہ انہوں نے کوئی extraordianrly دکھانے کی کوشش کی ہے۔ نہ انہوں نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ میں ایم پی اے ہوں۔ صرف ان کو جو ہے ناں Zoy سے پتہ چلی تھی کہ ایم پی اے صاحبہ آرہی ہیں انہوں نے صرف اس بنیاد پر لیکر انکو گھسیٹا ہے۔ باقی بچوں کو یہ دکھانے کیلئے کہ دیکھوایک ایم پی اے کے ساتھ ہم کیا misbehave کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آگیا۔ انشاء اللہ ان سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ میں خود بھی بات کرتی ہوں۔ جی زیارت وال صاحب! Monday کو الگا اجلاس آرہا ہے۔ تو ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اُس دن صحیح کو رکھیں۔ ولیم برکت صاحب آپ کو فلور دیتی ہوں۔

جناب ولیم جان برکت: شکر یہ میڈم اسپیکر! ظاہری بات ہے کہ آج تمام دنیا میں جہاں جہاں مسیح رہتے ہیں انکا عظیم تہوار جس کو ہم Good Friday کہتے ہیں۔ اور یہ ایک سوگ کا دن ہوتا ہے۔ جیسے 10 واں محرم ہوتا ہے اور بلوچستان اسمبلی جو ہے یہ تمام قوموں کا ایک ایوان ہے۔ یہاں ہر علاقے کے نمائندے موجود ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب نمائندوں کا ایک ایوان بھی ہے۔ اور ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم ایسی قوموں کے احساسات کو یہاں بیان کریں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے تہوار جب آتے ہیں تو عموماً چھٹی ہوتی ہے۔ میں نہیں کہونا گا کہ آج یہ سیشن کیوں رکھا گیا۔ لیکن کم از کم اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایسے تہواروں کو پنی شیدوں میں دیکھنا چاہیے کہ اس سے قوموں میں ایک خوش آئند اقدام نظر آتا ہے کہ انہیں یہ احساس دلایا جاتا ہے جب ایسے سیشن ہوتے ہیں تو انکے ایسے تہواروں کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ اور اُس دن ایسا کوئی سیشن نہیں رکھا جاتا۔ پچھلے ہفتے ہم نے اجلاس رکھا تھا۔ اور بھرپور یہاں اجلاس کی نمائندگی تھی۔ کیا مناسب اگر ہو جاتا کہ یہ اجلاس آج کی بجائے اگر کل ہو جاتا۔ آج ہماری تقریباً پانچ بجے تک ہماری نماز تھی اور ہم یہاں آئے حاضر ہوئے ہیں لیکن انکی نمائندگی کرتے ہوئے میرا یہ فرض بتا ہے ٹھیک ہے کہ آئندہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ان چیزوں سے آگاہ رکھا جائے۔

میڈم اسپیکر: ویسے میں ولیم صاحب آپ کی خواہش پر ہم نے تین بجے کی بجائے چار بجے رکھا تھا اجلاس آپ کی تجویز بجا ہے مناسب ہے لیکن ہم دون کی چھٹی بھی کر سکتے ہیں وقفہ کر سکتے ہیں لیکن دون کے بعد اجلاس کو ہر صورت میں رکھنا ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور ایوان کے تمام اراکین کی طرف سے تمام کرچپن برادری بہن

14، اپریل 2017ء (مباحثات)

لوچستان صوبائی اسمبلی

34

بھائیوں کو Good Friday کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 17 اپریل 2017ء

بوقت شام 04:00 بج تک کے لیے مانع کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6:30 بج کر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

